



ڈاکٹر زکیر حسین لائبریری

**DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY**

**JAMIA MILLIA ISLAMIA**

**JAMIA NAGAR**

**NEW DELHI**

Please examine the books before taking it out. You will be responsible for damages to the book discovered while returning it.

## DUE DATE

Cl. No. \_\_\_\_\_

Acc. No. \_\_\_\_\_

**Late Fine Re. 1.00 per day for first 15 days.**

**Rs. 2.00 per day after 15 days of the due date.**

[illegible]



# دوسری نظر

یعنی

آل انڈیا میٹن نیگیوٹیشنل کانفرنس  
کے

صدر دفتر اور اس کے شعبہ کے عملی کاموں میں

پر

ہمدردانہ تبصرہ

محمد امین اویسی ظلال السلطان ہسپتال

۲۶ دسمبر ۱۹۶۷ء



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میرا مقصد | میں نے گزشتہ مہینہ میں ایک مختصر پمفلٹ کانفرنس اور سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کی اصولی غلطیوں اور عملی کارروائیوں کے متعلق شائع کر کے تمام ممبر صاحبان کمیٹی اور دیگر اکابرین قوم کے پاس جن کو قومی تعلیم میں دل چسپی بیجاتا اس پمفلٹ کا مقصد کانفرنس کو کسی قسم کا نقصان پہنچانا نہ تھا اور نہ کسی شخص یا اشخاص پر ذاتی مخالفت کی بنا پر حملے تھے۔ اس کمیٹی کے معزز ممبر جن کی کارروائیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے میں میں نے یہ جرات کی ہے میرے نزدیک محترم ہیں ان میں اکثر میرے دوست عزیز اور مخدوم ہیں اکثر سے ذاتی تعارف ہے اکثر ایسے ہیں جن کا میں ارادت مند ہوں کانفرنس میرا محبوب ترین قومی انسٹی ٹیوشن ہے اور اس کی ترقی اور اسکے فوائد و نفع کا کسی سے کم نہیں بلکہ اکثر سے زیادہ متمنی ہوں اور یہ تمنا صرف دعا اور تخیل تک محدود نہیں بلکہ امکانی عمل اور کوشش کے احاطہ میں ہے اور بلا اظہار نمائش خاموشی کے ساتھ ہے جس پر وہ اصحاب بخوبی واقف ہیں جو کانفرنس سے قریبی تعلق رکھتے ہیں میرا مقصد وحید صرف اصلاح تھا اور اصلاح ہے اور بخیر قلبی اطمینان ہے کہ ان احباب ذہنی جو کار فرمایاں کانفرنس کی ہر آواز پر لبیک اور آمین کے سوا کچھ نہیں کہتے اسکو طلب اصلاح اور نیک نیتی پر ہی محمول کیا ہے اب اگر کوئی صاحب کسی اور غرض پر محمول کریں تو یہ ادھو اختیار ہے نیت کا کامل علم صرف خدا کو ہی ہے اور وہی تینوں کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ میرے پاس متعدد دشمنان نہایت باوقار اصحاب کی موجود ہیں جن سے کانفرنس کی اصلاح خلیب حالت کا اظہار ہوتا ہے لیکن ان اصحاب

میں یا تو اتنی جرأت و ہمت نہیں کہ وہ علی روس الاشہاد اپنی خیالات ظاہر کریں یا مصالح یا ذاتی دوستیان اور تعلقات مانع ہیں کہ وہ اپنی آواز بلند نہیں کرتے۔

ممبران کانفرنس اس قدر تہید کے بعد اب میں اس موقع پر جب کہ قریب اور دور کے حصوں سے دل سوز مسلمان جمع ہو رہے ہیں جنہوں نے اپنے رویہ کو اور اپنے آرام اور دیگر مقامی دلچسپیوں کو مسئلہ تعلیم قومی پر بحث اور مباحثہ غرض اور تبادلہ خیالات کی خاطر قربان کر دیا ہے پر متوجہ کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ تاکہ یہ رویہ یہ تکلیف یہ درد راہبگان نہ جلے اور اس رحمت کے دیر پا اور مستقل نتائج حاصل ہوں۔

کانفرنس کے وجود کو تیس سال گزر گئے ہیں اور گیارہ سال پہلے اسی مشہور شہر اور اسی تاریخی ہال میں انیس سال تک کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا اعتراف ہو چکا ہے اسلئے میں صرف انیس سال کے بعد کے واقعات و حالات پر توجہ دلاؤں گا۔

نتائج اجتماع قومی پہلے یہ حقیقت ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اس اجتماع کا غورو خوض تبادلہ خیالات اور بحث مباحثہ اشعارانہ تخیل نہیں نہ کانفرنس کی یہ مجلس بزم مشاعرہ ہے نہ تقریروں کے مقابلہ کا امتحان گاہ ہے یہ صحیح ہے کہ کوئی عمل بغیر تخیل کے نہیں ہو سکتا لیکن اگر صرف تخیل ہی تخیل رہے تو وہ نتائج کو پیدا نہیں کر سکتا اسلئے ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ گذشتہ دس سال میں ہمارے بہترین تخیل نے کیا عملی شکل اختیار کی اور اسکے کیا نتائج مترتب ہو کانفرنس کو کاموں کی تکمیل اترتیب زمانہ سے قطعہ نظر کر کے جب ہم کانفرنس کو تفصیلی کاموں پر نظر کرتے ہیں تو اس کے ہی تین خاص حصے معلوم ہوتے ہیں اولاً وہ جز جس کا انصرا مسلمانون سے متعلق ہے اور دوسرے وہ جز جس کا تعلق گنٹ سے ہے تیسرے وہ کام جو صدر دفتر کانفرنس سے انجام پانے چاہئیں انہیں

سب سے زیادہ اہم اور مقدم اول جزو ہے دوسرا کام قوم کی تعلیمی ضرورتوں کو متعلق گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہے یہ کام افراد کا نہیں ہے بلکہ بحیثیت قائم مقام کانفرنس کے خود سنٹرل اسسٹنٹ منسٹر کی کمیٹی کا ہے تیسری قسم کے وہ کام ہیں جنہیں خود سکریٹری اور صدر دفتر کو انجام دینا چاہئے (اقتباس از مکتبہ رپورٹ اجلاس بست و ہفتم آگرہ صفحہ ۶)

**جزو اول** | اول جزو کی کامیابی کے متعلق تعلیمی رپورٹوں کانفرنس کی روکدادوں اور مشاہدات سے جو نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے وہ یہی ہے کہ قوم من حیثیت القوم ابھی تک ان اعلیٰ تخیلات کو عمل میں لانے کے متعلق قاصر رہی جو کانفرنس کے جلسوں میں ماہرین تعلیم اور قابل ترین اصحاب نے ظاہر کئے ہیں لیکن اس نتیجہ پر غور کرنے کے بعد لامحالہ ہم کو دو باتوں میں سے ایک بات تسلیم کرنی ہوگی کہ یا تو دراصل وہ تخیلات ہی ناقابل عمل ہیں یا قوم اُن کو عمل میں لانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اگر تخیلات ناممکن العمل ہیں یا ممکن العمل ہیں لیکن عمیر العمل ہیں تو اُن کے معیار کو کم کرنے کی ضرورت ہے اور اگر ایسا نہیں ہے۔ تو قوم کو غیر ذی حس ہستی یا جسم مردہ تصور کر کے تخیلات سے کنارہ کش ہونا چاہیے۔ تیس سال سے صور پہونکا جا رہا ہے جس کا کام قومی پامال ہو رہا ہے لیکن ان میں حرکت پیدا نہیں ہوتی اور کوئی آس اُن کی زندگی کی نہیں پائی جاتی۔

**فتوای قدرت** | قدرت کا فتویٰ ہے کہ اگر قوم متفق ہو کر قوم کی اعلیٰ درجہ کی تربیت کا سامان مہیا نہیں کرتی تو قوم کی ترقی سے مایوسی ہے۔ (سر سید) ہم کو اس فتویٰ کو قبول کرنا چاہیے اور مایوسی کے بعد کسی قسم کی کوشش مجنونانہ فعل ہوتا ہے۔ مردہ جسم میں حرکت پیدا کرنا امکان بشری سے باہر ہے۔

اجتماع قومی کا | ہر سال وہ ہزاروں روپیہ جو مختلف مقامات میں مہانداری پنڈال کی تیاری، دعوتوں، کمانوں اور کرایوں اور



نمود و نمائش میں صرف ہوتا ہے اور اس عظمت و اقتدار کے دفتر کار فرمائی پر خراج کیا جاتا ہے اگر جیون میں ہی رہے تو بہت ممکن ہے کہ اس میں سے کچھ نہ کچھ کسی غریب کی کفن پر یا کسی یتیم کے لباس پر یا کسی مسکین و گرسنہ کے ایک وقت کی غذا پر یا کم از کم اپنی ہی ذات پر خرچ کیا جاسکے۔

زمانہ گزشتہ کی ایک یاد | آپ جس ہال میں آج مسائلِ تعلیم قومی کے تجلیات کی بلند پروازی ملاحظہ کریں گے وہاں ایک خاموش تصویر بھی آپ کی نظروں کے سامنے ہوگی | خدا اُس کی روح پر رحمت کرے | آہ ! یہ تصویر جب ایک جسم تھی اور اس جسم میں ایک روح تھی وہ روح جو قوم کے لئے بے چین رہتی تھی اور جواب ہی یقیناً بے چین ہوگی اسی مقام پر اور اسی موقع پر اُس نے یہ ریزولوشن پیش کیا تھا۔

سرسید کا رزولوشن | اس کا نفرنس کی یہ رائے ہے کہ دربابِ ترقیِ تعلیم تربیت مسلمانانِ جو کچھ اب تک ہوا ہے وہ محض ناکافی ہے اور اگر یہی حالت رہی تو صدیوں کے گزرنے پر یہی تبدیل حالت کی توقع نہیں ہو سکتی جب تک کہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ تعلیم کا اور اُس سے بھی زیادہ تربیت کا جمہوری متفقہ کوشش سے انتظام نہ کیا جاوے اگر اس طرح پر نہ کیا جاوے گا تو کانفرنس کی رائے میں ترقیِ تعلیم و ترقیِ حالات مسلمانان سے بالکل مایوس ہونا چاہئے۔

اور اس ریزولوشن کو پیش کرتے وقت دردِ بھری تقریر بھی کی تھی کہ جناب صدر انجمن ایہ مایوسی ہر ریزولوشن جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ اس میں جو لفظ مایوسی کے لکھے گئے ہیں وہ صرف قلم سے لکھے ہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ جو نقش مایوسی کا میرے دل پر ہے یہ الفاظ اُن نقشوں کا سایہ ہیں اور جو مایوسی کی بو اُن سے نکلتی ہے وہ درحقیقت میرے دل سوختہ کی بو ہے۔ مجھ کو مسلمانوں کی ترقی اور مسلمانوں کی قوم کو دنیا میں ایک معزز قوم ہونے سے بالکل مایوسی ہے اور آج کا اجلاس میں سمجھتا ہوں کہ اُس کا فیصلہ کرنے والا اور ہمارے دل کو اُس راحت کا دینے والا ہوگا جس کا ایک مشہور مقولہ میں بیان ہوا ہے

الیاس احدی الراحتین۔

اے جناب صدر انجمن۔ آپ خیال کرتے ہو تو کہ یہ یوسی میرو دہلی کمزوری کا باعث ہو  
ورنہ کوشش کی ڈکشنری میں مایوسی اور ناممکن کا لفظ نہیں ہے، مگر انصاف کی نظر کا میں متنی ہوں  
اس امر میں کوشش کرتے کرتے تین قرن گزرتے گئے اور پچھلے ۲۳ برس سے اس کوشش میں  
سرگردانی ہے اور پہر کو لوہے کی پیل کی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ وہ جتنا کچھ بڑا دل پر مایوسی  
چھانے غنالم چون دل است آخر نہ سنگ است (سرسید)

ہماری مایوسانہ حالت کیا آج وہی ایوسانہ حالت ہر طاری نہیں کیا ہمارے جس کو متحرک کرنا  
روح موجود ہے کیا آج بھی ہم اس دعویٰ کی جو ۲۲ سال پہلے کیا گیا تھا کچھ تردید کر سکتے ہیں  
اور کیا اس ۳۴ سال میں جب کہ مسیحیوں نے یہ فتویٰ صادر کیا تھا ان ۲ سالوں کو ردِ ماکہ نصف  
صدی سے زیادہ عرصہ ہو جاتا ہے کوئی حرکت یا کوئی اقدام ایسا آپہنچا جو ہکسید کی ایک ضیف جہلک  
دکھا سکے سیکڑوان ریزولوشن غیر تعمیل شدہ ہیں، بیسیوں تجاویز کچھ عمل نہیں کیا گیا اور کئی  
وہ تجویزیں ہیں جن کو حافظہ بھی مسترد کر چکا ہے۔

یہ کانفرنس کے اس جز کا حال ہے جس کا انصاف خود مسلمانوں سے متعلق ہے اور اس لحاظ سے  
کانفرنس کا یہ حصہ مفلوج اور شل ہے۔

جز دوم | دوسرا جزو قومی تعلیمی ضرورتوں کے متعلق گورنمنٹ کو توجہ دلانا ہا  
اس کے لیے ایسے عظیم الشان اور شہر بہ شہر اجتماع مصارف کثیر اور اتنے بڑے  
ایوان خلافت کی ضرورت نہیں۔ یہ کام ایک نیابتی جماعت ہی کر سکتی ہے اور ایک  
ایسی جماعت مسلمانوں میں موجود ہے جس میں منتخب اور سربراہ اور وہ مسلمان شریک  
ہیں اور وہ جماعت ٹر سٹیان کالج کی ہے جس میں ہر صوبہ کے قائم مقام موجود  
ہیں اور سال میں دو مرتبہ اجلاس کرتی ہے۔ یہ جماعت کافی اور مؤثر طور پر گورنمنٹ  
معروضات پہنچا سکتی ہے۔ اور اس کو تجاویز پر متوجہ کر سکتی ہے۔ کانفرنس کی  
قائم مقام جماعت نے جس طرح اس فرض کو پورا کیا ہے۔ اس کو وہی جانتی ہے  
کیونکہ سالانہ روئدادوں یا اخبارات میں یہ کارروائیاں ناقابل اندراج ہوتی ہیں

جزو دوم محک تنقید پر | تاہم جن روکدادوں میں ان کارروائیوں کا اندراج ہے۔ اور جو کچھ اندراج ہے اسی کو محک تنقید پر لاتے ہیں۔

۷۷۰ مین ریزولیشنوں کے متعلق کوئی تفصیل یا کوئی نتیجہ روئادوں  
میں درج نہیں اور کوئی شخص بجز محرمانہ اسرار کے نہیں کہہ سکتا کہ کیا کارروائی  
عمل میں آئی اور اوسکا کیا نتیجہ ہوا۔

۹۰۹ء میں ۱۵ ریزولیوشن تھے جن میں (۱۱) کی بابت یہ اطلاع ہے کہ بغرض غور و اطلاع ہیچمدی گئی (۴) کے متعلق بمبئی گورنمنٹ اور (۱) کے متعلق مغربی بنگال کے جوابات خانہ کیفیت میں درج ہیں ان میں مفت پرائمری تعلیم کے متعلق زیر غور ہونے کا جواب بھی دیسی مکاتب کی اصلاح کے لئے ہر ضلع میں کم سے کم ایک مسلمان نگران افسر کی بابت جواب ہے کہ پہلے سے یہ قاعدہ مروج ہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں سے اسلامی مدارس کو بلحاظ مردم شماری امداد دینے کے متعلق جواب ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ اب بھی اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں اور بعض طلباء صرف نصف فیس لیتے ہیں مغربی بنگال کا جواب امید افزا تھا۔ کہ اس صوبہ میں اسلامی مدرس بہت کم ہیں ان کو شرح فیس کا اختیار ہے۔

۹۱ء میں بھی ۴ ریزولیوشن کی تفصیل اور کیفیت نقشہ روڈ اد میں شامل ہے۔ ان میں بعض ریزولیوشن ایسے ہیں جن کی بابت گورنمنٹ اور یونیورسٹیوں کو زیر غور و توجہ ہونی کی اطلاع موصول ہوئی ہے اور کہیں سے یہ اطلاع ملی ہے کہ جو خواہش کی گئی ہے اس کے متعلق گورنمنٹ کی توجہ پہلے ہی سے مبذول ہو ایک ریزولیوشن کو مالک متوسط و بنگال کی گورنمنٹوں نے منظور کیا ہے۔

۱۱۲۰ و ۱۳۱۱ مین کوئی ایسا نقشہ نہیں ہے۔

سلسلہ میں ۱۰ ریزولیوشن ایسے تھے جن کا تعلق گورنمنٹ سے تھا ان میں سو  
تین کی بابت تتمہ رپورٹ میں کچھ طلاعات تھیں۔ ان ریزولیوشنوں میں (۱) گورنمنٹ  
آف انڈیا کے ریزولیوشن مورخہ ۱۲/۱۱ اپریل ۱۹۴۷ء پر تمام لوکل گورنمنٹوں کو توجہ دلائی  
گئی ہے اور خواہش کی گئی ہے۔ کہ ہر صوبہ میں ایک کمیٹی تفتیش حالات کے لئے مقرر ہو  
چنانچہ ریزولیوشن منظور ہوا ہے (۲) صوبہ جات متحدہ میں پگٹ کمیٹی کی رپورٹ جو وسیع بحث پر مشتمل ہو  
اس پر رپورٹ کانفرنس نے لکھی اسکے متعلق تاہم ریزولیوشن بھیجا گیا اور گورنمنٹ نے خاص توجہ  
کی (۳) مسلمانوں کے ابتدائی مکاتب کے راج دینے پر تمام گورنمنٹوں کو توجہ دلائی گئی ہے صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ نے خصوصاً  
کے ساتھ اسپرٹ کی کاروائی کی بنا ڈالی صوبہ بہار کی گورنمنٹ نے اصول کو تسلیم کیا بنگال میں اسکا راج پہلے سے تھا اس طرح  
گویا ۹ سال کی کاروائی میں صرف ۳ سال کی کاروائی کی استیحدار اطلاع مسلمانوں کو حاصل ہوئی ہے  
جنہوں نے بڑی امیدوں ساتھ ان ریزولیوشنوں کو پاس کیا تھا۔ اور جن کی تعمیل قائم مقام  
جماعت کانفرنس نے بڑی قابلیت کے ساتھ کی ہے۔ بیشک یہ کبھی امید نہیں رکھنی چاہیئے کہ  
ہماری ہر خواہش کو گورنمنٹ منظور کرے کیونکہ ممکن ہے کہ بعض خواہشیں اصول انصاف کے  
منافی بھی جائیں۔ بعض کی نسبت مصالح ملکی اجازت نہ دین بعض صحیح حالات کی اطلاع پر  
مبنی نہ ہوں جیسا کہ بعض ریزولیوشنوں کی تعمیل کیفیت سے ظاہر ہوتا ہے بعض کی منظوری  
کے لئے وقت نہ آیا ہو۔ لیکن ہم کو اپنی قائم مقام جماعت سے اس امر کے معلوم کرنے کا حق ہو  
کہ ہماری خواہشات کو کس طرح پہنچایا گیا اور ان کا کیا جواب موصول ہوا۔ تاکہ آئندہ ظاہر  
خواہشات کے وقت ہم ان جوایات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنی ان خواہشوں کو گورنمنٹ  
کی روز افزون فیاضانہ تعلیمی پالیسی کے ساتھ ساتھ جاری رکھیں۔ لیکن غالباً یہ وجہ ہو  
کہ کانفرنس کے اجلاس میں جس قدر اصحاب شریک ہوتے ہیں۔ ان میں صرف محدود  
تعداد کے اصحاب ان مسائل کے سمجھنے اور ان پر رائے زنی کی قابلیت رکھتے ہیں اگر یہی  
وجہ ہے تو بے شک عام کانفرنس میں ان مسائل کو پیش کرنے کی بھی ضرورت نہیں  
رہتی۔ اس کام کو مخصوص کمیٹی اچھی طرح انجام دے سکتی ہے۔ جس طرح کہ منجانب کانفرنس  
پگٹ کمیٹی کی رپورٹ پر ایک چیدہ کمیٹی نے رائے لکھی تھی ایسی چیدہ کمیٹی جماعت مسلمان

مہتر نہیں مل سکتی۔ بشرطیکہ وہ اس بارہ کو اپنے ذمہ قبول کرے ورنہ ایک مختصر کمیٹی ترتیب دی جائے۔

بہر حال کانفرنس کی قائم مقام کمیٹی بلجاڈ اور حالات کے جو رونا دھون سے معلوم ہو سکے ہیں اس جزو میں بھی کامیاب نہیں رہی۔ اگر سارا پردہ حجاب میں کوئی ٹھیک شکل ہو تو دوسری بات ہے جسکے نظارہ کی عام نظریں تاب نہیں لاسکتیں۔

جزو سوم اور اسکی تقسیم اب رہا تیسرا جزو جس کو خود سیکریٹری اور صدر دفتر کو انجام دینا چاہئے۔ اس تیسرے جزو کے بھی دو حصے ہیں ایک حصہ معاملات عام کا ہے۔ جس کی نگرانی و انجام دہی بذات خاص سیکریٹری کا فرض ہے۔ جس کی امداد کو لئے اکابرین مات کی ایک نہایت وقیع کمیٹی ہے۔ جو سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کے نام سے موسوم ہے۔ آنریری سیکریٹری کانفرنس کسی حصے میں کوئی دخل نہیں دیتے اور عملاً بے تعلق ہیں سارا کام آنریری جائینٹ سیکریٹری سے متعلق ہے۔ دوسرا حصہ سنشل کاموں کا ہے۔ جن کی انجام دہی کے لئے مختلف سیکریٹری ہیں۔ کانفرنس کے تیسری قسم کے ریزولوشن اسی جزو کے دونوں حصوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ اصل کانفرنس کے اس جزو کے یہی دونوں حصے بمنز لائل و جگر کے ہیں۔ جن سے تمام شریانون میں خون پہونچتا ہے۔ ان ہی کے کارکنوں کا دلولہ و جوش ان ہی کی شال ان ہی کی قوت عمل مشعل ہدایت ہو سکتی ہے۔ یہی تخیل کو عمل کے سانچے میں ڈھالنے والے ہیں۔ ان ہی ہاتھوں میں عنان قومی ہے۔ جس راہ پر چاہیں لے جاسکتے ہیں۔ یہی نیابت کا حق ادا کر سکتے ہیں ان میں سے ہر شخص اپنی جگہ پر قومی تعلیم کا علم بردار تعلیمی مقاصد کا پر جوش مناد کا یہی سرسید اعظم کی ودیعت و امانت کے حامل و امین ہیں۔ پس اب تیسرے حصے میں ان کو کاموں پر نظر ڈالنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں ان کشنوں پر نظر کرنے کی ضرورت نہیں جو جان بحق تسلیم ہو چکے ہیں۔ یا جو عالم تخیل سے عالم وجود ہی میں نہیں آسکتے۔ بلکہ صرف ان ہی کو دیکھنا چاہئے۔ جن کی ہستی کبھی کبھی روفیق بزم کانفرنس ہو جاتی ہے۔

اہم کام ہے کیونکہ کانفرنس کے مقاصد کی تکمیل عملاً بہت کچھ ان لوکل کمیٹیوں کے قیام اور کام پر منحصر ہے صدر دفتر سے سفیروں کے ذریعہ سے اسکے لوگوں کو رشتہ شروع کی گئی۔ شہ مین اور شہ مین ۲۵ اور شہ مین ۸ کمیٹیاں قائم ہوئیں گویا اس نہ سالہ کوشش کا نتیجہ (۵) کمیٹیاں مین اور یہ تعداد اتنی بڑے ملک مین جس قدر قابل اطمینان ہو سکتی ہے اس کا اندازہ خود قوم کر سکتی ہے۔ بالخصوص جبکہ سفارت کو ذریعہ سے ایک نہایت باہم کام لوکل کمیٹیوں کا قائم کرنا ہے اور کوئی سال ایسا نہیں جاتا کہ سفراء کانفرنس مختلف صوبوں مین وصولی چندہ کے متعلق دورہ نہ کرتے ہوں تو تعداد کا آگے نہ بڑھنا جس نتیجہ پہ پہونچتا ہے وہ ظاہر ہے سلسلہ تک ان لوکل کمیٹیوں کی روک دین ہی شائع کیجاتی تھیں مگر اب وہ بھی بند ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یا تو رپورٹیں آئیں مین اور داخل دفتر کردی جاتی ہیں یا روز بروز مرکزی کمیٹی سے ان کے تعلقات ٹوٹتے چلو جاتے ہیں۔

حال مین لوکل کمیٹی میرٹھ کی طرف سے مولوی عبدالحمید رضا سکرٹری لوکل کمیٹی میرٹھ کی شکایتیں

میرٹھ کی شکایتیں سکرٹری نے ایک رپورٹ شائع کی ہے وہ لکھتی ہیں کہ مجھے نہایت افسوس اور طبیعت کے مضائقہ کیساتھ ناچار یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ سینٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے دستور العمل کو جہان تک لوکل کمیٹیوں سے تعلق ہے اُسپر کوئی باقاعدہ عمل نہیں کیا جاتا اور جب تک سینٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کانفرنس اپنی مرکزیت کا صحیح نظام قائم نہ کر لگی کانفرنس کے کام کی حقیقی ترقی ہونا بہت دشوار ہو رہا ہے وہ شکایت کرتے ہیں کہ مینے چند تجاویز پیش کی تھیں جنکو آنریری جاسٹس سکرٹری صاحب نے مناسب و مفید تسلیم کیا تھا اور اوپر عمل درآمد کر نیکا وعدہ فرمایا گیا تھا۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ انپر کوئی عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ اگر اسی طرح اور کمیٹیوں کی آزادانہ رپورٹیں بھی ہماری سامنے ہوتیں تو یہ حقیقت بھی

بہت کچھ بے نقاب ہو جاتی۔

سفرون کی خدمت مختلف سالوں کی رپورٹوں میں ترتیب دفتر اور سفرون کی خدمات کا بجا بہت زور دیا گیا ہے ان کے مختلف فرائض نہایت آب و تاب کے ساتھ بیان ہوئے ہیں شہدین ہم سے کہا گیا ہے کہ کانفرنس کے کام کو دیکھ دینے اور اسکے اثر کو کل ملک میں پھیلانے کے لئے اس سال یہ عملی تجویز کی گئی ہے کہ سفیران کانفرنس کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے تاکہ ہر ایک صوبہ میں کم از کم ایک سفیر مقاصد کانفرنس کی اشاعت اور اسکے فائدہ کی واسطے چنڈ جمع کرنے کے لئے ہوسکے۔ میں دورہ سفیران کے حالات کے متعلق جو مہمید ہے اس میں ظاہر کیا ہے کہ سفرون کی کام کی تقسیم بھی دو طرح پر ہے یعنی پہلی شش ماہی میں اُنکے متعلق یہ کام ہے کہ وہ اپنا اپنے حلقوں میں کانفرنس کی لوکل کمیٹیاں قائم کرنی کی کوشش کریں اور جو اصول و ضوابط لوکل کمیٹیوں کو لکھ قرار دیئے گئے ہیں اوپر انکو توجہ دلائیں علاوہ ازیں مدارس اسلامی مکاتب اسلامی مدارس سرکاری و مدارس غیر اقوم کی اندرونی حالت سے واقفیت حاصل کریں اور غیر اسلامی مدارس میں مسلمان طلباء کی تعداد وغیرہ سے اور انکی تعلیمی کیفیت کی اور نقشوں کے مطابق جو دفتر سے سفرون کو دیئے گئے ہیں خانہ پری کر کے بھیجیں۔ مکاتب اسلامی وغیرہ کی اصلاح اور ترقی میں کوشش کریں غریب طلباء کو مقامی امداد سے فائدہ پہنچائیں اور انکو سرکاری اسکولوں میں داخل کرائیں اور انکی فیس دیکتا بونکا بند و سبت مقامی چنڈہ حاصل کر کے کریں و علیٰ ہذا القیاس۔

دوسری شش ماہی میں اُنکا محض کام یہ ہے کہ کانفرنس کی اغراض و مقاصد سے ہر مسلمان کو اطلاع دیں اور اسکے مفید نتائج سے انکو باخبر کر کے اُن سے اس امر کی خواہش کریں کہ وہ کانفرنس کے ممبر ہوں اور پس ممبری اُن سے وصول کر کے کانفرنس کے سرمایہ کو وسعت دینے کی کوشش کریں

سلسلہ میں ۱۱ سفیرون نے کام کیا۔ لیکن اسکے بعد کوئی سبب نہیں معلوم ہوتا کہ کیوں ایسی رپورٹوں کا پیش ہونا بند ہو گیا۔ اور سفیرون نے اس کوشش کو ہائیک جاری رکھا اس کا اندازہ خود اس اجلاس کے وہ ممبر کر سکتے ہیں جنکو براے میں سفیرون کے کام کو دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ سلسلہ میں ایک امتحانی کوشش یہ بھی کی گئی کہ سفیرون کے ذریعہ سے مدارس و مکاتب جاری کر اسے جائیں چنانچہ راول پنڈی، مظفر نگر اور جوہنور میں سفیرون نے کام کیا۔ مگر سلسلہ میں پرن کوششوں کا کوئی تذکرہ اور نتیجہ نہیں معلوم ہوا۔ حالانکہ اگر ہر سال دس دس سفیر پہلی ششماہی میں اون خدمات کو انجام دیتے رہتے جو آنریری جائنٹ سیکریٹری نے بیان کی ہیں تو بہت کچھ کامیابی حاصل ہو سکتی تھی۔ مگر جبکہ سفیرون کی کارگذاری چندون کے گران قدر مقداروں پر منحصر ہو اور پہلی ششماہی میں بہت ہی مختصر تعداد رکھی جائے۔ تو وہ کیونکر ان خدمات کو انجام دے سکتے ہیں۔

سلسلہ میں سندھ کیلئے ایک ایجنٹ کے مامور کرنے کی تجویز ہوئی تھی کیونکہ وہ بہ لحاظ تعلیم نہایت پس ماندہ حالت میں ہے۔ اور پچھلے سال کراچی میں کانفرنس بھی سندھ کے مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے سبب سے مقرر کی گئی تھی۔ اس ایجنٹ کی خدمات میں یہ امر داخل کیا گیا تھا کہ قومی ٹریچر کو ترجمہ کر کے سندھ میں شائع کیا جائے، خاص خاص مقامات میں کوئل کیبیٹیاں مقرر کی جائیں جو کانفرنس کے مقاصد کی تکمیل میں کوشش کریں۔ شہرون اور قصبات میں جو مسلمان تعلیم کے قابل ہوں اگر ان میں استطاعت ہو تو علیگڑھ میں ورنہ سرکاری مدارس یا کراچی مدرسہ میں داخل کرنے کی کوشش کی جائے (رپورٹ سلسلہ ۱۹۳۷ء ص ۱۳)

لیکن افسوس ہے کہ یہ تخیل اپنے حدود سے باہر نہیں نکلا۔ اور صرف سندھ ہی زبان میں آنریری جائنٹ سیکریٹری کی ایک رپورٹ ترجمہ ہو کر شائع کی گئی۔ پراونشل کانفرنس | پراونشل کانفرنس پر ہمیشہ زور دیا گیا ہے اس کی ضرورتیں ظاہر کی گئی ہیں اور یقیناً اس کی ضرورتوں سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔



شاہجہانک مغربی بنگال اور صوبہ مدراس میں پراونشل کانفرنس قائم ہو چکی تھی جنہوں نے متحدہ قوت سے کوشش کرنے کے فوائد پہچان کر برضا و رغبت آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس سے اپنا الحاق منظور کر لیا ہے انجن حمایت اسلام سے تحریک کی گئی کہ وہ پراونشل تعلیمی کانفرنس کی حیثیت ہی حاصل کرے صوبہ برار میں کانفرنس قائم تھی۔ صوبہ متوسط میں ضرورت محسوس ہو رہی تھی خان بہادر ایچ ایم ملک کو بھی متوجہ کیا گیا تھا صوبہ بمبئی میں بھی کانفرنس کا وجود تھا اور اوس کو مرکزی کانفرنس سے تعلق پیدا کرنے کی تحریک کی گئی تھی۔ صوبہ سرحد میں بھی کوشش کی گئی مگر بعد کی رپورٹوں سے اس کوشش کی رفتار اور اس کے نتائج کا کوئی پتہ نہیں ملتا البتہ اخبارات سے مدراس کی نسبت کبھی کبھی معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ وہاں کے چند ہمدرد اصحاب جن میں آنریبل سیٹھ یعقوب حسن اور مسٹر عبدالحمید حسن بی۔ اے۔ ایل ایل بی خاص طور پر شکر یہ اور تعریف کے مستحق ہیں جو دل سوزی اور خاموشی کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں مگر وہ مرکز سے علیحدہ ہیں کارکنان مرکز کے قدم بہ قدم نہیں چلتے اور اپنے تخیل کو محدود رکھتے ہیں کبھی کبھی متذکرہ بالا کانفرنسوں کے اجسام ممبرین کچھ گرمی محسوس ہوتی ہے مگر کب جبکہ کسی نمائش یا نمود کا موقع آتا ہو ورنہ عملاً ان کا وجود اور عدم وجود برابر ہے اور اس لئے ان کانفرنسوں کے متعلق ہم اپنی مرکزی کانفرنس کو کوئی خراج تحسین ادا نہیں کر سکتے اگر مرکزی کانفرنس کا کوئی اثر ہوتا تو صوبہ متحدہ کی کانفرنس جس کے قائم کرنے میں حسان بہادر مولوی بشیر الدین اور آنریبل مسٹر عبدالرؤف اور دیگر اصحاب نے خاص کوشش کی تھی دو روز کی بہار دکھا کر مرجہا نہ جاتی۔

معائنہ مدارس | سالانہ میں صدر دفتر نے معائنہ مدارس کا کام اپنے ہاتھ میں لیا اور اسٹنٹ سکریٹری نے دیرادون اور تراولی کے اسکولوں کو دیکھا اور سالانہ میں امر دہندہ لکھا اور انجمن ہدایت اسلام دہلی کا معائنہ تفصیل حکم ہر بانیس ہیکم صاحبہ ہوا بالقابا اور مسلم ہیوٹ اسکول مراد آباد کا بھی معائنہ کرایا گیا لیکن پھر یہ سلسلہ منقطع ہو گیا میجرس کانفرنس کے اس ریزولوشن کے مطابق کہ کل مدارس اسلامیہ ایک نظام میں منسلک ہو جائیں۔ قرار پایا کہ خاص خاص مدارس کا معائنہ کر کے ان کے حالات معلوم کیے جائیں اور سالانہ غور کیا جائے کہ کن قواعد کے تحت میں مدارس متحد کیے جائیں امید ہو کہ اب کی سال میجرس کانفرنس میں یہ قواعد مرتب ہو جائیں گے اور ان کے موافق مدارس کا انتظام شروع ہو جائیگا میجرس جنرل اسٹیڈنٹ کمیٹی سے استدعا کی گئی مگر بہت کم ممبروں نے وقت دینا منظور کیا البتہ چار صاحبوں نے متعدد اسکولوں کا معائنہ کیا اور مفصل رپورٹ دی (ماخوذ از رپورٹ سالانہ صفحہ ۱۲۹) لیکن یہ کارروائی بھی بے نتیجہ رہی اور کوئی نظام اتحاد مدارس کا مرتب نہیں ہوا۔

سالانہ ۱۹۱۳ء میں کانفرنس کے انسپکٹر کے ذریعہ سے آگرہ ڈویژن کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت کے متعلق پوری تحقیقات ہوئی اور خاص کر آگرہ کے مسلمانوں کی تعلیمی نسبت مفصل حالات دریافت ہو کر آئندہ عملی کارروائیوں کے لیے راستہ نکلا مگر وہ کون سا راستہ نکلا اور اسکی ابتدا اور انتہا کہاں ہو محض عالم خیال کی سٹرکین ہیں جو سنسان پڑی ہوئی ہیں سالانہ کی روداد میں جس قدر اصطلاح صوبہ متحدہ کے نقشے میں وہ سب گزٹیر کا انتخاب ہے البتہ آگرہ ڈویژن کے نہیں بلکہ آگرہ اور ضلع آگرہ کے ۵۶ اسکولوں اور مکاتبا ضرور معائنہ ہوا تھا۔ پندرہ سہ کاری امدادی درسگاہوں میں سے انسپکٹر نے چار مدرسوں کی رپورٹ دی ہے جن میں صرف ایک کو دیکھا دین میں تعطیل تھی ایک کا معائنہ نہیں کیا۔

انسپکٹر کا تقرر اس غرض سے ہوا تھا کہ مدارس معاینہ ہو اور ان کی حالت کی درستگی کی نسبت کوشش کی جائے اور چونکہ اسی سال آگرہ میں جلسہ

ہونیوالا تھا اس لیے اس کام کو اگر وہ سے شروع کیا گیا۔ ان کی درستی کی نسبت کوئی  
کوشش نہیں ہوئی اور کانفرنس کے اجلاس کے بعد جو خاموشی طاری ہوئی ہے وہ بھی  
نہایت قائم ہے۔ اور اس طرح ۷۰۰ روپیہ کے صرف کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

**دعائے** صد و قدر کا ایک نمایان اور روشن کام یہ ہے کہ اُس نے ہر سال ایک  
گران قدر رقم دعائے من خرج کی جس میں ایک معقول حصہ ٹرننگ کا بھون اور نارمل سکولوں  
کے طلبہ کا ہے۔ آخر الذکر قسم کے دعائے مسلمانوں کو سترشتہ تعلیم میں داخل کر دینا غریب  
کے لیے بین ہمارے لیے تعلیم مشکل ہے کہ کس قسم کے وظیفہ پر کس قدر روپیہ صرف ہوا  
لیکن بحیثیت مجموعی ۸ سال میں (۳۲۸۸۳) روپیہ کانفرنس نے تقسیم کیا ہے۔

**انجمنی تعلیم اور ترقی کا مقابلہ** لیکن سبب ہم اس مرکزی حکومت و نیابت کا پنجاب کے صرف  
ایک پراوتشل یا لوکل کمیٹی انجمن ترقی تعلیم مسلمانان امرتسر کے شش سائہ دعائے کی تعداد  
سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہم اس غیر جبری شدہ مرکزی انجمن سے اس جبری  
انجمن کو ہزار ہا حصہ زیادہ قابل ستائش پاتے ہیں جس کی آمدنی انون سے شروع ہو  
ہزاروں تک پہنچتی ہے انجمن خاموشی اور سنجیدگی سے اپنا فیاضانہ کام کر رہی ہے۔  
انجمنی۔ ڈاکٹری۔ طب قانون۔ ٹرننگ، تجارت۔ زراعت۔ دینیات وغیرہ میں ۸۹  
طلباء کو تعلیم دلائی اور ۹۹ طلباء زیر تعلیم ہیں۔

بے اختیار جی چاہتا ہے کہ ہم اپنی مرکزی اور لوکل انجمن کا تھوڑا سا اور موازنہ ہی  
کرین مرکزی انجمن نے ۸ سال میں ۱۹۰۷ء لغایت ۱۹۱۳ء (۳۲۸۸۳) اور انجمن  
امرتسر نے چھ سال میں (۳۲۱۹۰) روپیہ صرف کیا۔ ہمارے کارفرمایان انجمن پر پانچ روپیہ  
سالانہ چندہ مقرر ہے اور اسکے ممبروں پر پانچ روپیہ داخلہ اور ۲۴ روپیہ سالانہ چندہ  
لازم ہے۔ ہمارے یہاں ۱۵۰ پر لائف ممبر ہوتا ہے اور وہاں پانچ سو پر ہمارے یہاں  
ممبری پیش کی جاتی ہے اور منظوری نام منظوری کا انتظار نہیں ہوتا اور نام درج کر لیا جاتا ہے  
وہاں درخواست دینی ہوتی ہے اور امیدوارانہ انتظار کرنا پڑتا ہے۔  
راجہ محمد آبادی ایک تفریح کا اقتباس | اس موازنہ کے بعد ہم ایک مختصر اقتباس آریبل راجہ محمد آبادی

صاحب بہادر کی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سابق صدر نشین اجلاس کا نفر منغذہ رنگون کے ایک خطبہ صدارت کا جو انہوں نے ۶ فروری ۱۹۷۱ء کو اس انجمن کے سالانہ اجلاس میں فرمایا تھا پیش کرتے ہیں۔

مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات سے ہوئی کہ آپ کی انجمن کا دین تفریق و مخالفت، جنبہ داری اور خود غرضانہ منافقات کے دھبوں سے اب تک بچا ہوا پاک ہے۔

”مسلمانوں کی کونسی انجمن ہے عام اس سے کہ وہ سیاسی ہو یا تعلیمی جس کے ناصیہ روشن پر یہ دلغ سیاہ نہ لگا ہو اور انجمن ترقی تعلیم مسلمانان کے لیے یہ ایسا فضل ہے جس پر وہ جس قدر ناز کرے بجا ہے۔ خدا اُسے نظر بہت بجاے اور اُس یک جہتی اور اتفاق قلبی کو قائم رکھے جو اس وقت تک آپ کی انجمن کی شان امتیازی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس یکجہتی کا باعث بہت کچھ مقاصد انجمن کا معین و محدود ہوتا ہے۔ آپ نے کمال دانشمندی سے مقاصد انجمن کو اتنا وسیع نہیں کیا کہ وہ قوم کی تمام ضروریات پر حاوی ہو جائیں ہماری قومی جماعتیں اتنا بڑا پروگرام پیش نظر رکھتی ہیں کہ اُس کا پورا کرنا اُن کے اختیار سے باہر ہوتا ہے۔ اور آخر کار وہ مورد الزام و ہدف ملام ہو کر رہتی ہیں پبلک بالطبع اُن انجمنوں سے یہ توقع رکھتی ہو کہ وہ یہ دکھائیں کہ انہوں نے کہاں تک ادائیگی کو پورا کیا جن کے ساتھ وہ عالم وجود میں آئی تھیں ایک انجمن اصلاح تعلیم مسلمانان کی عجا ہے دوسری احیاء علوم مسلمانان کی تیسری ان دونوں مقاصد کے علاوہ مسلمانوں کے مراسم قائم کرنے ان کی تمام تعلیمی ضروریات کے کفیل ہونے اور اُن کے حقوق تعلیمی کے محافظ ہونے کا ادعا کرتی ہو ظاہر ہو کہ اس انجمن کے دعاوی کے مطابق پبلک اس سے توقعات بھی رکھتی ہے اور جب عمل سچی کا وقت آتا ہو تو ہر شخص دیکھتا ہے کہ ادعا کا پلہ بہت بھاری ہو۔ اور عمل کا نہایت ہلکا۔ مدارس قائم کرنا، کجا وہ مدارس کی نگرانی بھی نہ کر سکی تعلیمی ضروریات کا کفیل ہونا کیسا وہ ان ضروریات کا احاطہ بھی نہ کر سکی حقوق تعلیمی کا محافظ ہونا علیحدہ رُہہ اُن کی حمایت بھی نہ کر سکی“ (صفحہ ۲ پورٹریٹ)

ہماری مرکزی انجمن میں اُن کاموں کے علاوہ جن پر ہم نے تنقید کی ہے۔ اور جو ہم کام شمار کیے گئے ہیں اور بھی کچھ کام ہوئے ہیں

سنہ ۱۹۰۸ء میں پانچ ہزار رسالہ طبع ہو کر تقسیم ہوئے کانفرنس کے ابتدا سے اب تک کے حالات ایک رسالہ کی شکل میں طبع کر کر تقسیم کیے گئے دفتر میں مراسلات کا کام بہت زیادہ ہوا عمدہ دارون میں تبدیلیاں ہوئیں (ملاحظہ ہو

رپورٹ سنہ ۱۹۰۷ء صفحات ۹۴ تا ۱۳۱)۔ یہ رسالے کس کی منظوری سے طبع ہوئے کانفرنس کے کس رزولوشن سے یہ مصارف طبع اول کیے گئے ۹ ہر وہ اسرار دفتر میں جن کی بابت خاموش رہنا چاہئے اور آئندہ سالوں میں بھی سوال کو نہیں ہرانا چاہئے

سنہ ۱۹۰۹ء | روڈاد کی مفصل رپورٹ تیار کی گئی ٹیچرس کانفرنس کا انعقاد ہوا تنخواہ دار اسٹنٹ سکریٹری کا عہدہ قائم کیا گیا۔ چار ہزار آٹھ سو پانچ کے عطیات دوامی حاصل کیے گئے۔ (رپورٹ سنہ ۱۹۰۹ء)

سنہ ۱۹۱۱ء | تہذیب و فقر ترویج اشاعت و رپورٹ، مراسلات، و سفارشات ترتیب حسابات، تیاری ضابطہ سفیران، وظائف اور تمغجات کا کھاتہ علیحدہ قائم کیا گیا۔ وظائف کی واپسی کا طریق عمل اختیار کیا گیا۔ آئینہ جرنل سکریٹری کی رپورٹ کی ایک ہزار کا بیان گجراتی زبان میں کاٹھیاوار و گجرات اور علاقہ بمبئی میں مفت تقسیم کی گئیں اور ایک ہزار کا بیان سندھی زبان میں ملک سندھ میں تقسیم کی گئیں انگریزی زبان میں کانفرنس کی تاریخ اور اس کی عملی کارروائیوں کا اور اغراض و مقاصد کے متعلق ایک رسالہ مرتب کیا گیا۔ ایک رسالہ سرحد الملک و قار الملک مولانا حالی کے مضامین متعلق اصلاح تمدن و معاشرت مندرجہ تہذیب و اخلاق کو جمع کر کے ایک سو چھتر صفحات کی تعداد پر تین ہزار کی تعداد میں طبع کر کر مفت تقسیم کیا گیا۔ مجوزہ محمدن یونیورسٹی پر جو تین تقریریں سخی النعام قرار پائی تھیں وہ ایک رسالہ کی صورت میں مفت تقسیم کی گئیں۔ اخلاقی اور مذہبی مسلمان نوجوانوں اور لڑکیوں کے لیے جو کانفرنس کے اشتہار کے مطابق رسالے تیار ہوئے تھے

ان میں سے ایک رسالہ کو آنریری سکریٹری شعبہ ترقی اردو نے انتخاب کیا اور مصنف کو حمایت کی گئی کہ وہ چھوٹی چھوٹی اور اخلاقی کہانیوں کا اضافہ فرمائیں۔

۱۹۱۱ء | یونیورسٹی کے کام کے لیے سفیرون اور اسٹنٹ سکریٹری کو منتقل کر دینے کی وجہ سے جو بہتری اور ترقی اس کام میں ہونے لگی تھی وہ قائم نہیں رہی معمولاً مراسلت کے علاوہ اجلاس ناگپور کی سالانہ رپورٹ کی ترتیب و طبع تقسیم کی گئی جو رزولوشن پاس ہوئے تھے حسب دستور مطول یا دو ہفتوں کے فوریہ سے گورنمنٹ اور سررشتہ تعلیم میں ان کے ارسال کی کارروائی کی گئی تین رسالہ متعلق یونیورسٹی اور ایک تقریباً آئینہ شکر یک بہادر شکل رسالہ اور ایک لکچر خان بہادر مولوی محمد نظام الدین صاحب ایم اے متعلق تعلیمی حالت مسلمانان صوبہ توسط تقسیم ہوا۔

۱۹۱۲ء | صرف مالی حالت کا مریہ ہے اور ہم مجبور ہیں کہ کوئی کام اس سال کا نہیں بتا سکے لیکن دفتر میں رپورٹ ضرور مرتب ہوئی اس کا پروف پڑایا پبلنگ ہوا اور وہ ڈاکخانہ میں ڈاک کی گئی دفتر کھلا ابھار حاضر ہوئے بلوں اور چکوں پر دستخط کیے گئے اور دفتر کا معمولی کام جاری رہا۔

۱۹۱۳ء | میجرس کانفرنس ہوئی ڈپوٹیشن کشمیر گیا اور کشمیر کی مراسلت کو پمفلٹ کی شکل میں طبع کرایا گیا انجمن ترقی اردو نے کام کیا۔ پنجاب میں پراونشل کانفرنس کے قائم کرنے کی کوشش کی گئی گیارہ ہزار روپیہ وظیفہ میں دیا گیا۔

۱۹۱۴ء | صدر دفتر کے ابھار دن کے علاوہ اس سال کانفرنس کے سفیرون نے کام کیا کانفرنس کے لیے ایک عالیشان دفتر تیار ہو رہا ہے۔ لوریون، قصون نظون اور ہیلیون کے ایک مجموعہ کے لیے اشتہار دیا گیا ۲۳ اشخاص کے رسائل موصول ہوئے جو میجرس کانفرنس میں پیش کیے گئے۔ اور اس نے ایک کمیٹی مقرر کی اور جو انتخاب کیے وہ لشکر رسالہ بیان حاضر ہیں۔

۱۹۱۵ء | حضرات! اکل انڈیا محمد انجمن پبلیکیشن کانفرنس کا اصلی مقصد قوم میں علوم جدیدہ کی اشاعت کرنا تھا ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں تعلیمی ضرورت کا احساس ہو گیا ہے

۱۸  
اب ضرورت اس امر کی ہو کہ اس احساس سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو اس رستہ پر  
ڈال دیا جائے جو منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے سید ہا اور بختر رستہ ہو۔ (ص ۳۸)  
اقسوس ہو کہ اس سال میں بجز اس اعلان کے علی کاموں کے متعلق کوئی تذکرہ نہیں  
اور ہم بھی بمصدق قیاس کن زنگستان میں بہار ما۔ مہم صاحبان کے ہی قیاس پر چھوڑتے ہیں  
لیکن قیاس کرنیکی تکلیف گوارا کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ۱۹۱۷ء کی رپورٹ میں ہم سے یہ تہدیداً  
کہدیا گیا ہو کہ اس قسم کے کام بتدریج اور دیر میں انجام پاتے ہیں۔ کام اس قدر نمایاں نہیں  
ہوتے جیسے کہ ایک محدود وسعت کے کام نمایاں ہوتے رہتے ہیں۔ اس لیے کانفرنس کا  
کوئی مستقل آرگن نہیں ہے کہ وہ کانفرنس کے ہر ضروری سے ضروری کام کو بھی مشتر  
کرتا رہے اور سب سے بڑا ہر یہ کہ جس قدر کوششیں حصول مقاصد تعلیم کے متعلق کی جاتی ہیں  
وہ سب کی سب ایسی نہیں ہوتیں کہ اخبارات کے ذریعہ سے مشتر کیا ہیں (صفحہ ۱۳۰)

ان چند جملوں میں جو تہدید اور رازداری ہو اور جو متضاد بیانی ہو اس کا بہ یک نظر  
اندازہ ہو جاتا ہو۔ تدریج اور دیر کی طنائیں اتنی لمبی ہیں کہ کبھی اُن کا سرا ہا تہ ہی نہیں آسکتا۔  
علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ جو اپنے اسسٹنٹ اڈیٹر کی مدیم الفرستی اور کثرت کار  
کے باعث ہمیشہ باسی مقولات سے شکم پڑی کرتا رہتا ہو وہ کبھی کانفرنس کے کاموں کو  
مشتر کرنے سے انکار نہیں کرتا اور اس کے کالم ہر وقت کانفرنس کے کاموں کو  
چھاپنے کے لیے اہلکاران صدر دفتر کے رہیں منت رہتے ہیں۔ رہا یا امر کہ مقاصد تعلیم کے حصول  
کے لیے جو کوششیں کی جاتی ہیں وہ سب ایسی نہیں ہوتیں کہ اخبارات میں مشتر کیا جائیں تو کیا یہ  
مکن ہو کہ صدر دفتر کانفرنس میں صیغہ راز قائم ہو یا خفیہ سوسائٹیوں کی طرح اس کے کالم انجام  
باتے ہوں اگر اسکی کوششوں کے لیے ناقابل اظہار ذرائع اختیار کیے جاتے ہیں تو اس میں  
شک نہیں کہ وہ ایک حیرت انگیز کارروائی ہے۔

جماعت کارفرما اسٹیٹل اسٹیڈنگ کمیٹی دراصل کانفرنس کی جماعت کا فرما ہے لیکن اس کی  
ترکیب ایسے عجیب و غریب طریقہ سے کی گئی ہو کہ ایسی ترکیب کی شاید دنیا میں یہ پہلی ہی  
مثال ہو جس میں ایک سو ممبر انتخابی ہوتے ہیں اور اس وقت ۱۱۲۔ ٹرسٹیز اور نیز محدود مسکن ٹریبان

لوکل کمیٹی، محمدن کالج کاسٹاف، کالجسٹ اسکول کے ٹیچرز اس کے ایکس فیشو ممبرین جن کو نامزدگی اور انتخاب کی ضرورت ہی نہیں۔

اس اول الذکر قسم کے ممبروں کا انتخاب و لاسٹ ۱۹۰۸ء میں پھر ۱۹۱۰ء میں اور پھر ۱۹۱۳ء میں ہوا تھا لیکن ۱۹۱۳ء کے بعد سے اس وقت تک کوئی انتخاب عمل میں نہیں آیا حالانکہ حسب سالہ میعاد ختم ہو گئی تو کوئی شخص قانوناً ممبر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ انتخاب صرف تین ہی سال کے لیے ہوا تھا اور کوئی ریزولوشن ایسا نہیں ہے اور نہ کوئی قانونی دفعہ ایسی ہے جس سے اس میعاد کو بڑھایا جاسکے۔

۱۹۱۰ء کی رپورٹ میں (صفحہ ۱۳) کہا گیا ہے کہ جو انتخاب سالہ ماہ نومبر میں عمل میں آیا وہ کانفرنس کی سینٹرل اسٹیڈنگ کمیٹی کے ممبروں کا یہ پہلا جدید انتخاب تھا۔ حسب ذیل بارہ انتخاب کے بعد سب بارہ انتخاب نہیں ہوا تو ایکس فیشو ممبر کمیٹی کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ کوئی انتخابی نیابتی جماعت محض عہدہ دار ممبروں کے وجود پر قائم نہیں رہ سکتی لیکن یہاں قائم ہے اور رازداری کے مخفی قانون کا غیر مکتوب حکم ہے کہ ایسی کارروائیوں پر احتجاج کرنا کانفرنس سے بغاوت کا مرادف ہے جس کی اُن الفاظ تغزیری میں سزا دی جاتی ہے جو کانفرنس کے پلیٹ فارم پر ادا ہو کر سامعین کے دلوں کو ہیبت زدہ کر دیتے ہیں پھر بروے قواعد ہر ممبر پر پانچ روپیہ سالانہ چندہ ادا کرنا لازم ہے اگر قلیل رقم ادانہ کی جائے تو کوئی ممبر اپنے اپنے عہدہ پر قائم نہیں رہ سکتا لیکن۔ تقریباً ۱۹۱۱ء میں ۵۶ ۱۹۱۲ء میں ۷۴۔

۱۹۱۳ء میں ۷۳ ۱۹۱۴ء میں ۱۱۶ ۱۹۱۵ء میں ۱۳۷ ممبروں نے ادا نہیں کیا جن میں ہر قسم کے ممبر شامل ہیں اور وہ ممبری سے خارج نہیں کیے گئے ہم نے دو مقتدر ممبروں سے بانٹا فہم کیا کہ جب آپ نے فلان فلان سنیں میں چندہ نہیں دیا تو کیونکر آپ رے دینے کے مجاز ہو سکتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ ذکر ہمیشہ بذریعہ وی پی یاسنیر کے وصول کرتا ہے اس نے وصول نہیں کیا اگرچہ یہ جواب قابل تشفی نہ تھا تاہم اس سے صد دفتر کی بیداری کا ضرور پتہ چلتا ہے اور جبکہ بالگزاری اور کیس بھی عموماً بغیر قاضیوں کے ادا نہیں کیے جاتے تو چندہ اور وہ بھی قومی چندہ جسکی عدم ادائی پر کوئی پشش ہی نہیں کیونکہ ادا ہو سکتا ہے اور پھر ذمہ د



ممبروں میں اجراء مستندین لیڈر اسکوائر اور مشرٹ سب ہی شامل ہیں۔  
 جزد سوم کے صیفہ دار کا اب ہم جزد سوم کے تیسرے حصہ یعنی سیکشنل کاموں کی جانب توجہ  
 مبذول کرنا چاہتے ہیں۔

تعلیم نسوان اس سلسلہ میں سب سے پہلے کڑی تعلیم نسوان ہو جسکی عام اشاعت کے لیے تو  
 کبھی کوئی کوشش ہی نہیں کی گئی البتہ اسکول بنانے اور اسکی ترقی کی توجہ مبذول رہی  
 ششہ میں آمدنی اسٹاف اور تعداد طالبات میں نمایان اضافہ نظر آتا ہے ۶۰ سے ۸۱ تک  
 تعداد پہنچی ہے ۵۰۰ ماہانہ مستقل کی امداد ملتی ہے، مصنوعات خواتین کی نمائش کی جاتی ہے  
 رسالہ خاتون علیگڑھ کو مرکز تعلیم انات بنا دینا ہے، کل آمدنی ۳۰۱۲۰۔ اور خرچ ۲۲۰۷۱۵  
 ہوتا ہے جس میں سے بہت بڑا حصہ فکسڈ ڈیپازٹ میں رکھ دیا جاتا ہے۔ ششہ میں کل  
 ہندوستان کی خواتین اس مدرسہ کو اپنا مدرسہ سمجھتی ہیں۔ تعداد طالبات ۷۷ تک پہنچی ہے  
 نمائش کی جاتی ہے۔ آمدنی میں اور دو سو سالانہ کا اضافہ ہوتا ہے خرچ ۳۲۳۱ اور آمدنی ۱۱-۱۰۔  
 ۲۰۹۱ ہے گورنمنٹ سے گرانٹ ملتی ہے۔ اور مدرسہ کے لیے اراضی حاصل کی جاتی ہے ششہ  
 میں اسٹاف اور طالبات میں اضافہ ہے۔ نمائش بھی کی جاتی ہے۔ آمدنی ۲۲۷۹ خرچ ۱۳۲  
 ۲۵۳۵ ہے ششہ میں نمائش نہیں ہو سکتی۔ آمدنی ۵-۵۔ ۲۲۱۶ ہے خرچ ۵-۵۔  
 ۲۵۱۴ ہے تعداد طالبات رپورٹ سے معلوم نہیں ہو سکی ششہ میں ۸۷ طالبات بمقابلہ  
 ششہ کے ۱۳ کم، آمدنی ۲۴۹۵ خرچ ۲۵۴۶ ہے اور نمائش بھی کی گئی۔

۳ ششہ میں نمائش نہیں ہوئی۔ لڑکیوں کی تعداد کا اندراج نہیں ہو سکا اسنو  
 لڑکیوں کے لیے بورڈنگ ہاؤس بن گیا۔ آمدنی ۴۸۵۶ خرچ ۳۳۷۶ ششہ میں طالبات  
 ۵۲ جنین ۱۶ بورڈ نمائش نہیں ہوئی آمدنی ۴۷۷۷ خرچ ۴۰۹۸، ششہ میں طالبات ۵۰ جنین بورڈ آمدنی۔  
 ایک لہ ظلات درزی اب ان اعداد کے ساتھ ہی اس حقیقت پر بھی نظر ڈالنی چاہیے کہ اس اسکول کو  
 ابتدا میں جو امدادیں حاصل ہوئی ہیں وہ ان وعدوں، اس تعین اور اس اطمینان کے  
 ساتھ ملی ہیں۔ کہ یہ اسکول ایک نارمل اسکول ہو گا۔ جہاں سے اُستانیان تیار ہوا کریگی۔  
 یہ وعدہ کسی غلط فہمی پر مبنی نہیں تھے۔ نہ غیر ذمہ دار اشخاص نے کیے تھے بلکہ تمام اسپچون اور

تقریباً ۱۹۰۸ء میں ۵۰۰ روپیہ ماہوار کی جو مستقل آمدنی ہوئی، وہ بھی نارمل سکول ہی کے نام سے ہوئی تھی اور کہا بھی یہ ہی گیا تھا کہ اس سال میں علی گڑھ کے زمانہ نارمل سکول کی حالت میں ہر طریقوں سے ترقی ہوئی ہو۔ ۱۹۰۹ء میں آنریری جانیٹ سگریٹری نے کہا ہے کہ نظر بحالات موجودہ مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام اس وقت تک نہایت دشوار ہے جب تک کہ قوم میں مسلمان اُستانیوں کی کافی تعداد موجود نہ ہو چنانچہ اس مقصد کے حاصل ہونے اور مسلمان اُستانیوں کی کمی رفع کرنے کو علی گڑھ میں زمانہ نارمل سکول کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ (رپورٹ ۱۹۰۸ء ص ۲۵) لیکن آخر کا تقریر کے تیج در تیج طریقوں سے یہ اسکول ایک معمولی اسکول رہ گیا۔ مگر ابھی نارمل اسکول کا وعدہ نسیا نہ کیا گیا تھا۔ ۱۹۱۲ء میں پھر دہرایا گیا ہے اور یقین دلایا گیا ہے کہ ۱۹۱۳ء کے درمیان ٹریننگ کلاس کھولی جائیگی۔ کاش ان وقتوں کا پہلے اندازہ کیا جاتا اور اس قسم کے وعدے نہ کیے جاتے جن کے ایثار کے بظاہر کوئی آثار نمایاں نہ تھے۔

۱۹۰۹ء میں پھر نارمل اسکول کا وعدہ ہے۔ اب ۱۹۱۳ء میں آنریری سگریٹری شعبہ تعلیم نسوان کلاس کھولے جانے کی خوشی خرمی سناتے ہوئے شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس وقت مسلمان لڑکیاں کافی استعداد رکھنے والی بہت کم ہیں جو ٹریننگ کلاسوں میں داخل نہیں ہمارے مدرسے کی، یا ہ لڑکیاں جو نیر کلاس میں داخل ہو سکتی ہیں مگر اب وہ سب مڈل تک باقاعدہ تعلیم پانا چاہتی ہیں۔ اسی کے ساتھ پھر وہ امید کی ایک جھلک یوں دکھاتے ہیں کہ بعض مقامات سے امید دلائی گئی ہے کہ کچھ لڑکیاں وظیفہ کے لالچ سے آکر ٹریننگ کلاس میں داخل ہو جائیں گی۔ (صفحہ ۱۸۲ رپورٹ ۱۹۱۳ء) مگر اب تک تین سال گزرنے پر کلاس جاری نہ ہو سکا اور کیا یہ قانوناً اور اخلاقاً جائز ہو سکتا ہے کہ کسی وقت شدہ روپیہ کو اغراض و مقصد کے علاوہ استعمال کیا جاسکے۔ کاش جو بڑا کہ ٹریننگ کی اغراض کے لیے دیا گیا تھا وہ اس رزولوشن ہی کی تعمیل میں صرف ہوتا جو اسٹاٹوٹس میں کانفرنس نے پاس کیا تھا کہ نل لڑکوں کے ٹریننگ کلاس کے لیے

اس رزومیشن کا ایک جز یہ بھی تھا کہ جب تک علی گڑھ میں انتظام ہو لڑکیوں کو وظائف دیکر کسی ٹریننگ اسکول میں بھیجا جائے اور ۳ وظائف دس دس روپیہ کے مخصوص کئے جائیں۔ ص ۲۹

بورڈنگ ہاؤس | بورڈنگ ہاؤس کی تعمیر کی جو ضرورتیں ظاہر کی تھیں اور جو امیدیں اس سے وابستہ تھیں افسوس ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئیں۔  
سنہ ۱۹۰۶ء میں آنریری جانیٹ سکریٹری نے لکھا تھا کہ مدرسہ میں سو لڑکیاں درج ہیں اور یہ تعداد اس وجہ سے بڑھنے نہیں پاتی کہ جہاں لڑکیاں ۱۲ یا ۱۳ برس کی ہوئیں پھر ان کے والدین ان کو مدرسہ میں بھیجا پسند نہیں کرتے غالباً پر وہ دار بورڈنگ ہاؤس تیار ہو چکے گئے بعد یہ مشکل تبدیل کیج رفع ہو جائیگی۔ (صفحہ ۱۱۹)

مگر کیا یہ قلیل تعداد ان امیدوں کے مطابق ہے جو قائم کی گئی تھیں نہایت اعلیٰ درجہ کا بورڈنگ ہاؤس ہے انتظامات مکمل ہیں، تمام سندھستان کی مسلمان خواتین اس مدرسہ کو اپنا مدرسہ سمجھتی ہیں، تعلیم نسوان کی ضرورت مسلمہ طور پر محسوس ہو چکی ہے لیکن بورڈرس کی تعداد بڑھتی ہے اور نہ ڈے اسکالرس کی بلکہ صاف طور پر تدریجی تزل کی صورت عیاں ہے۔

سنہ ۱۹۰۶ء میں آنریری سکریٹری نے لکھا تھا کہ:-

”اس دوران میں اس بات کا قطعی یقین ہو گیا کہ اگر ابتدا میں تو ہم لڑکیاں کسی دیکھ میں غل ہوں گی تو وہ علی گڑھ میں داخل ہوں گی اور علی گڑھ ضرور آئیں گی۔  
اس سال میں اس قدر درخواستیں آئی ہیں کہ ان کو دیکھ کر تعجب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں کس قدر جلد تغیر ہوا ہے۔“ (صفحہ ۱۵۹)  
یہ بورڈنگ ہاؤس نہایت غور و خوض کے بعد کھولا گیا ہے اور ان تمام

موانعات تعلیم کو جو لڑکیوں کی تعلیم میں حائل ہوتے ہیں دور کرنے کا بھی علاج سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ آنریری سکریٹری موانعات کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ :-  
مگر وہ شخص جو چار منزلوں کے بعد اپنے راستہ میں ایک سخت رکاوٹ حائل دیکھتا ہے اور جس کو آگے بڑھنا مقصود ہے اُس نے ایک ایسے بورڈنگ ہاؤس اس شکل کا حل سمجھا ہے جس میں پردہ کا انتظام گھروں سے زیادہ عمدہ ہو جس میں بچیوں کے لیے اچھی مثالیں کم از کم اپنے گھروں کی برابر تو ضرور ہوں۔ بورڈنگ ہاؤس آج کی تجویز نہیں ہے پہلے روز کی تجویز ہے اور اس وقت کا جو آج محسوس ہو رہی ہے پہلے ہی پورا اندازہ کر لیا تھا۔ (صفحہ ۱۶۰)

بورڈنگ ہاؤس کو کھلے ہوئے چار سال گزر گئے۔ مسلمانوں کے خیالات میں تغیر پیدا ہو چکا، دقیقین بھی رفع ہو گئیں لیکن افسوس کہ بورڈنگ ہاؤس کے چھ حصے خالی نظر آتے ہیں ادھر یہ حصے خالی ہیں ادھر شہر میں مدرسہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے ۱۹۱۷ء میں جبکہ مدرسہ شہر میں منتقل ہونے والا تھا تو اہل شہر کا اصرار تھا کہ مدرسہ شہر میں رکھا جائے اور جس طریقہ سے اب تعلیم ہوتی ہے بدستور جاری رہے آنریری سکریٹری کو شش کر رہے تھے کہ میونسپلٹی سے امداد مل جائے تو ایک براٹھری مدرسہ شہر میں بدستور قائم رہے (ص ۱۸۲) لیکن ابھی تک شہر کا مدرسہ جاری نہیں ہوا اور باوجودیکہ ایک بڑی تعداد لڑکیوں کی تعلیمی احتیاج رکھتی ہے مگر نہ تو محروم ہے اور ۵۰ لڑکیوں پر ایک معقول رقم صرف ہو رہی ہے۔

نمائش مضوعات خواتین | نمائش جو ایک بڑا ذریعہ نسوانی صنعت و حرقت کی ترقی کا تھا ۱۹۱۷ء سے سدود ہو گیا ہے کیا جن مقاصد سے اُس کو شروع کیا گیا تھا اُن سب کی تکمیل ہوئی ؟ اور وہ شوق جو اس نمائش کے اجرانے دستکاری اور ہنر کا پیدا کر دیا تھا معراج الکمال پر پہنچ گیا اور اُن کی تہذیب و شائستگی اور ہنرمندی اور نقائی مدارج طے کر چکی ہیں۔ ۱۹۱۷ء میں آنریری سکریٹری نے کھا تھا کہ اب نمائش کا نفرس کا ایک نہایت دل چسپ اور ضروری جزو بن گئی ہے۔

ص ۳۲۶ لیکن اس کے بعد ہی پانچ سالوں میں سے صرف ایک سال سلاہ  
میں نمائش ہوئی آخر وہ ضروری جزو کیون غیر ضروری کر دیا گیا  
خاتون | رسالہ خاتون کیون بند ہے جس کی نسبت سنہ ۱۹۶۷ء میں انٹیری  
جانسٹ سکریٹری نے کہا تھا کہ :-

”یہ رسالہ ایک بڑا زبردست آلہ ہے جس کے ذریعہ سے تعلیم و اصلاح کے  
خیالات ملک میں پھیلائے جاتے ہیں۔ اور جن مرد اور عورتوں کے دل میں  
تعلیم و اصلاح حسنون کا سچا اور واقعی خیال ہے اور جو فضول اور بجا خیالات  
میں مبتلا نہیں ہیں ان کو اپنے خیالات کی اشاعت میں پوری امداد دیتا ہے۔  
علی گڑھ مسلمان مردوں کی تعلیم کا مرکز تھا اور عورتوں کی تعلیم کا مرکز وہ نہیں سمجھا  
جاتا تھا لیکن رسالہ خاتون نے یہ بات پیدا کر دی ہے کہ علی گڑھ جیسے  
مسلمان مردوں کی تعلیم کا مرکز ہے۔ ویسے ہی رفتہ رفتہ وہ مسلمان عورتوں کی  
تعلیم کا بھی مرکز سمجھا جانے لگا ہے (ص ۱۶۱) اسی طرح بارہ خاتون کی خدیت  
کا اعتراف کیا گیا ہے مگر آج وہ اپنی چند سالہ زندگی کی یاد باقی رکھ کر  
حجاب عدم میں مستور ہے اور کوئی اس کا قائم مقام نہیں کیا اب اس کے  
مقاصد کی ضرورت نہیں رہی یا وہ ملک میں تعلیمی تحریک اتنے بڑے پیمانہ  
پر پھیلا چکا ہے کہ آئندہ اس کام کو جاری رکھنا تصنیع اوقات اور اسراف ہے۔  
اسکول سکشن | اس سلسلہ کی دوسری کڑی اسکول سیکشن ہے اور جس کی  
ضرورت اور فوائد پر ہمیشہ زور دیا گیا ہے اور کانفرنس کے اولین مقاصد میں  
اسکو داخل رکھا گیا ہے۔ اس کا انصرام بڑے بڑے قابل ہاتھوں میں رہا ہے۔  
لیکن بد قسمتی سے سنہ سے پہلے وہ ایک کس میپرسی کے عالم میں رہا اور  
سنہ ۱۹۶۷ء میں کئی سال کے بعد اس کا اجلاس ہوا ڈاکٹر ضیاء الدین پی ایچ  
ڈی۔ سی۔ آئی۔ امی۔ پروفیسر مدرسہ العلوم اوس کے سکریٹری منتخب ہوئے  
اور کوئی شبہ نہیں کہ انہوں نے اس کے کام کو سرگرمی کے ساتھ شروع کیا۔

اسکول میوزیم | اجلاس میں سفارش کی گئی کہ علی گڑھ میں ایک اسکول میوزیم قائم کیا جائے اس کے لئے اپیل ہو اور عطیات حاصل ہوئے اس سفارش کو موثر بنانے کے لئے سکریٹری نے جا بجا دورے بھی کئے اور ایک سال کی کوشش کا یہ نتیجہ نکلا کہ چار ہزار روپے نقد وصول ہو گئے۔ انگلینڈ، جرمن، جاپان، بمبئی، کلکتہ، سے سامان طلب کیا گیا اور دو ہزار ایک سو آٹھ روپے تقریباً خرچ ہوئے۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں اس صینہ کے عملی کاموں میں اسکول میوزیم شامل ہوا جو زمانہ نمائش کے ساتھ دکھلایا گیا جانٹ سکریٹری ذبیان گاہ اس سیکشن کے سکریٹری ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب ہیں جن کی قابلیت اور ہمت اور تعلیم کے مسئلہ سے دلچسپی محتاج بیان نہیں ہے جب وہ ولایت سے واپس تشریف لائے ہیں انہوں نے اسکول میوزیم کا نہایت مفید جزو اس صینہ کی عملی کارروائی میں شامل کر دیا ہے جو ہر سال کا لفرنس کے اجلاس کے موقع پر آپ سب کے ملاحظہ کے لئے زمانہ نمائش کے ساتھ دکھلایا جاتا ہے (ص ۱۳) آئندہ اس صینہ کو کامیاب بنانے میں مفید تجاویز عمل میں لائی جائیں گی علی گڑھ میں کنڈرگارٹن کلاس کھولا گیا۔ تعلیمی نمائش کی گئی اور یہ وعدہ کیا گیا کہ میوزیم کے ساتھ آئندہ بڑے پیمانہ پر نمائش ہوا کرے گی۔

دو ہزار روپیہ فلکسٹ ڈپازٹ میں بھی شامل ہو گیا ۹۸۶ تحویل میں رہا دو ہزار پانسو اکیسوا لڑے خرچ ہوا ہے۔

فیاض معیون کی طرف سے ایک تقرری کپ اور ایک ایک تقرری علانی تمذ عطا ہوا مگر سنہ ۱۹۰۹ء کے بعد سے ۱۹۱۵ء تک بالکل خاموشی ہے نہ تو ان تنغے پانوالو کا پتہ ہے اور نہ سلور کپ کے پانے والے فتح مند طالب علموں کا نام زبان پر آتا ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ فلکسٹ ڈپازٹ اور تحویل باقی کارڈ یہ کہاں اور کس پر خرچ ہوا مدارس کے انسپکشن کے متعلق مین صدر دفتر کے عملی کاموں کے سلسلہ میں بیان کر چکا ہوں اس لئے اس کو اس جگہ سے خارج کرتا ہوں۔

ایک خاص مینگ | سلسلہ ۱۹۱۲ء میں مولوی بشیر الدین صاحب اس اجلاس کے پریسیڈنٹ تھے اور حق یہ ہے کہ انہوں نے نہایت آزادی کے ساتھ اسکی حالت پر تنقید کی تھی اور غالباً ان کی غیرت دلانے سے اسکول سیکشن کی ایک مینگ مشورہ دینے کے لئے قرار پائی کہ تمام مسائل پر تجاویز پاس کر کے اجلاس کانفرنس میں پیش کی جائیں۔ چنانچہ جلسہ ہوا اور رزلوشن بھی پاس ہوئے ان میں ایک یہ بھی رزلوشن تھا کہ علی کام کے لئے اسکول سیکشن سٹرل کمیٹی قائم ہو دفتر مقرر کیا جائے جو دفتر کانفرنس سے علیحدہ نہ ہو مدارس اسلامی کی نالاش کی جایا کرنے اور ان کاموں کے لئے ۲۵ سالانہ دفتر کانفرنس سے دیا جایا کرے۔ یہ کمیٹی اسکولوں کے حالات کو جمع کرے اور ڈائرکٹری بناے سرکاری مدارس کے داخلہ کے قواعد اردو میں شائع کئے جائیں مگر سلسلہ ۱۹۱۳ء سے کسی سال نہ تو اس کمیٹی کی کوئی رپورٹ پیش ہوئی نہ کبھی اسکے اجلاس کی اطلاع دی گئی۔

خاص لکچر کا انتظام | سلسلہ ۱۹۱۶ء میں ایک یہ رزلوشن بھی پاس ہوا تھا کہ بزمانہ تعطیل علی گڑھ کالج ان لوگوں کے نفع کے لئے خاص لکچر کا انتظام ہونا چاہیے جن کو علم سے شوق ہے اور باقاعدہ تعلیم جاری رکھنے کا موقع نہیں لیکن نہ صرف سلسلہ ۱۹۱۶ء میں بلکہ اس وقت تک ایسے ہی واقعات پیش آتے رہے کہ اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔

ٹچرز کانفرنس | سلسلہ ۱۹۱۶ء میں ٹچرز کانفرنس کے انعقاد کی تجویز ہوئی اور وہ قائم بھی ہوئی اور اس کے اجلاس کی جو بمقام علی گڑھ منعقد ہوا تھا پہلی رپورٹ سلسلہ ۱۹۱۶ء اسکول سیکشن کے اجلاس میں بھی پڑھی گئی اور پھر سلسلہ ۱۹۱۷ء میں بھی اجلاس ہوا اور سالانہ اجلاس میں رپورٹ پیش ہوئی سلسلہ ۱۹۱۸ء میں کوئی اجلاس نہیں ہوا۔ اور پھر سلسلہ ۱۹۱۹ء میں اجلاس ہوا۔ اور اس کی رپورٹ سالانہ روبرو میں شامل ہے یہ کانفرنس جولائی میں منعقد ہوئی تھی اور چونکہ گورنمنٹ ممالک متحدہ کے رزلوشن مورخہ ۱۹۱۳ء متعلق پرائمری ایجوکیشن پر ان

اقدام قوم کی توجہ جن کو تعلیم سے دلچسپی ہے منعطف ہوئی اور اس لئے یہ قرار پایا کہ کانفرنس کے پروگرام میں اسی پر مباحثہ اور غور ہو گا گو رنمنٹ صوبجات متحدہ کی کمیٹی کے صاحب صدر انجمن نے محمدن ایجوکیشنل کانفرنس اور ایم اے او کالج کے سکریٹری سے نہایت مہربانی کے ساتھ سربراہ اور وہ مسلمانوں کی کمیٹی کی یادداشت پر غور کرنے کا وعدہ فرمایا اس لئے یہ طے پایا کہ اس کمیٹی کو ٹیچرز کانفرنس سے متعلق کر دیا جائے تاکہ نیابتی اجتماع حاصل ہو (صفحہ ۹ رومداد) چنانچہ کارروائی شروع ہوئی جس میں ۳۰ مختلف مقامات کے معزز حضرات اور وہ (مسلمان افسران سرکاری شامل تھے ان ۳۰ حضرات میں (۱۰) اصحاب ٹیچرز کانفرنس کے قائم مقام تھے اور ان قائم مقاموں میں (۳) علی گڑھ کے اور (۳) مارہرہ سند اور جلیپور کے ہیڈ ماسٹر تھے (۲) اثاودہ اور مراد آباد کے میجر و سکریٹری تھے ایک میرٹھ کے پروفیسر دینیات تھے اس میں شک نہیں کہ جہاں تک اس خاص کمیٹی کا تعلق ہے کام قابل تعریف ہے لیکن ٹیچرز کانفرنس اپنی نیابتی حیثیت میں بالکل ناکام ہے ۱۲ و ۱۳ء میں اس کانفرنس کا اجلاس نہیں ہوا گو یا سات سال میں تین مرتبہ اس کا اجلاس ہوا اور باقی چار سالوں میں اجلاس نہوسکتے کی کوئی وجوہ ظاہر نہیں کیے گئے۔

خود اسکول سیکشن کا اجلاس ۱۲ و ۱۳ء میں نہیں ہوا اور ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ء میں جو اجلاس ہوا اس میں رپورٹ بھی پیش نہ ہوئی کیا یہ افسوس ناک انجام نہیں ہے اور کون شخص اس انجام کا ذمہ دار ہو گا۔

کیا آنریری جائنٹ سکریٹری کا سٹنہ میں یہ وعدہ کہ آئندہ اس صیغہ کو عملاً کامیاب کرنے کے لئے خاص تدابیر اختیار کی جاوینگی (صفحہ ۱۲) اسطرح ایفا ہونا چاہیے تھا۔

روایات اسلامی کے ۱۹۱۶ء کے اجلاس میں صوبہ جات متحدہ پنجاب و متوسط کو کلاف مضامین کی تنقید ششہ تعلیم کی کتابوں کو بغرض تنقید محمدن کالج کے استادوں کے



دید یا گیا تھا چونکہ کتابوں میں اکثر مضامین مسلمانوں کی مذہبی قومی روایات کو خلاف

تھے چنانچہ اُن استادوں نے (خدا اُن کو جزائے خیر دے) غور کے ساتھ دیکھا اور اپنی رائیں تحریر کر کے بیحد میں اُن کی بابت جائنٹ آفریری سکریٹری نے اطلاع دی کہ ان رایوں کے مطابق اب تینوں صوبوں کی گورنمنٹ سے جدید پاس شدہ رزولوشن کے سلسلہ میں مراسلت کی جائیگی اور موجودہ نقائص رفع کرنے کی کوشش کی جائیگی لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک یا تو ان کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور اگر کی گئی ہو تو غالباً وہ اس لئے حجاب میں ہو کہ ایسی نہیں ہے جو اخبارات میں مشترک کی جائے۔ خدا رحمت کرے مرحوم معفور مولانا شبلی پرچہوں نے اسی زمانہ میں اس مسئلہ کو اٹھایا تھا اور ایک حد تک وہ اس میں کامیاب بھی ہوئے تھے لیکن چونکہ کانفرنس اس کے لئے زیادہ موزون تھی اس لئے یہ بار اسی کے کاغذوں پر رہا اور مولانا مرحوم بھی اس سب کمیٹی کے نتیجہ کے غالباً منتظر رہے (رپورٹ اجلاس ندوۃ العلماء ۱۹۱۲ء میں آغا ابوالقاسم پروین نے بھی چند کتب درسیہ کی شکایت کی تھی اور یہ طے ہوا تھا کہ اُن کو دفتر کانفرنس میں منگا کر اول جائنٹ سکریٹری ان شکایتوں کے متعلق جانچ کریں اور حسب ضرورت خط و کتابت شدہ تعلیم سے کریں مگر اس کا نتیجہ بھی کوئی عیان نہیں ہے۔

اصلاح مکاتب | ۱۹۱۶ء میں اصلاح مکاتب کے لئے کئی رزولوشن پاس ہوئے تھے جن میں دینی اور مذہبی تعلیم کا مکمل نصاب تیار کر کے رائج کرنے کی کوشش اور اُن کی حالت اور کام کی نگرانی سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کے متعلق کرنے کے بھی رزولوشن تھے مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان رزولوشنوں کی کچھ بھی تعمیل ہوئی۔

۱۹۱۶ء میں علماء اسلام سے پبلک کو تعلیمی ضرورتوں کی طرف توجہ دلانے اور اُس میں چندہ دینے کو باعث ثواب ذہن نشین کرنے اور معینہ خیرات و صدقات میں سے ضروریات تعلیم کے لئے ایک حصہ نکالنے کی باضابطہ

تحریک شروع کرنے اور جا بجا تعلیمی اور وعظ کے جلسے بڑے پیمانہ پر کرنے اور ان میں روشن خیال علماء کو شامل کرنے کے رزلوشن پاس ہوئے تھے لیکن کیا ان ذرائع کو بھی استعمال کیا گیا اور کیا ان طریقوں پر کچھ بھی عمل ہوا؟ خود اگرہ کی کٹھنری اور علی گڑھ کا ضلع ان تدابیر کا محتاج ہے۔

انجمن ترقی اردو [الطریقی سیکشن اس سلسلہ کی وہ آخری کڑی ہے جو اس زمانہ کے حلقے کو پورا کر دیتی ہے۔ اس کے گذشتہ واقعات اور حالات کا دہرا نا غیر ضروری ہے۔ امید کی گرہیں پھوٹنے لگی ہیں اور کامیابی کے آثار نمایاں ہیں اس کے سرگرم سکریٹری مولوی عبدالحق صاحب بی اے کا محنت و ایثار دوستوں کی جیبوں پر حملہ، ان کا روٹھ جانا اور انجمن کے لئے کچھ نہ کچھ نقد یا کام لے کر مٹا، ان کو اپنے احباب سے امداد دلوانے پر مجبور کرنا یہ سب باتیں امید افزا ہیں بہ شریکہ ان کوششوں میں دائمی استقلال رہے اور چند روز کی چاندنی نہ ثابت ہوئی۔ کانفرنس کی مالی امداد کا شکوہ بھی اب جھٹ ہے کیونکہ گذشتہ چار سال میں سکریٹری نے اپنی انجمن کو اس بنیادی کی امداد سے مستغنی کر لیا ہے۔

اس کے ارکان و ممبران کی کمی تعداد کی شکایت بھی رفع ہو جانیکی کوشش ہو رہی ہے مگر اس حقیقت کو کیوں کر فراموش کر سکتے ہیں کہ ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کے طبقہ میں سے بہت کم اصحاب اس کے ممبر ہیں۔ اس مکمل حلقے کے ان رزلوشنوں کو جن کا دائرہ عمل یہ ہی حلقہ طلائع تھا ہم عمداً چھوڑتے ہیں کیونکہ پھر یہ رسالہ اپنے حدود وسعت کے لحاظ سے ناظرین کے حدبصر سے باہر ہو جائیگا۔

کانفرنس کی مالی حالت | آنریری جانٹ سکرٹری نے ہمیشہ قوم کو مختلف طریقوں سے کانفرنس کی مالی حالت پر توجہ دلائی ہے۔ اور بیشک کسی قومی انسٹی ٹیوشن کی مالی حالت ہی ایسی چیز ہے جس سے اُسکی ہستی قائم رہ سکتی ہے اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ سنین ریچرٹ میں اس وقت تک جس قدر آمدنی ہوئی ہو وہ اُن ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتی جو الٹینا محکمہ ایجوکیشن کانفرنس کی ہیں لیکن بہر حال اس عرصہ میں کانفرنس کو کچھ بھی ۲۰ ہزار روپیہ سال کی قریب آمدنی رہی اور آٹھ سال کے عرصہ میں (ایک لاکھ ۶۴ ہزار ایک سو ۴۱ روپیہ پانچ آنہ ۱۰ پائی حاصل ہوئے۔ یہ رقم بھی کچھ تھوڑی نہیں ہوتی ہے۔ مگر جب انکامیون کا موازنہ مذاخرجات سے کیا جائے تو اس افسوس کی کیا انتہا ہوگی کہ مقصد کانفرنس پر ایک ثلث سے بھی کم صرف کیا گیا ہے اور باقی تمام تر اخراجات دفتر اور رپورٹوں پر ہوئے ہیں۔ اگر فیصدی ۲۰ روپیہ بھی دفتر وغیرہ پر خرچ کیے جاتے تو بھی مضائقہ نہ تھا۔

سال حال میں باوجودیکہ کانفرنس کو ۱۱ ہزار روپیہ کی مستقل آمدنی ہوگئی ہو مگر اس سال میں اُس پروگرام کے ایک حصہ کی تکمیل بھی نظر نہیں آتی جو افتتاح سلطان جہان منزلہ کے وقت ہر مائیس سرکار عالیہ فرماؤدے بھوبال دام اقبالہ کے حضور میں ایڈریس میں بیان کیا تھا ہمارے بعض دوست کہیں گے کہ ایا اعتراض غلط ہی کیونکہ اُسی ایڈریس میں یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ جو کچھ عرض کیا گیا ہو اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت کانفرنس کی مستقل آمدنی گیاہ ہزار روپیہ سالانہ ہے اس لیے ۱۹ ہزار روپیہ سالانہ کی اور ضرورت ہے

اس میں شک نہیں کہ موجودہ حالت میں یہ سب کچھ شیخ چلی کے منصوبوں سے زیادہ وقت نہیں رکھتا۔ (ملاحظہ ہوا ایڈریس ۱۹ فروری ۱۹۷۱ء)

ہم بے شک اس کو تسلیم کرنے کے لیے آمادہ ہو جائیں گے مگر سوال یہ ہوگا کہ آخر جب تک کہ پورے ۳۰ ہزار نمونہ ہم شیخ چلی کے منصوبوں میں کیونکر اس رقم کو صرف کر لگوا کر کر سکتے ہیں۔ اور اس کا فیصلہ خود ممبران کانفرنس کے ہاتھ میں ہے۔ آمد و خرچ کے اندازہ کے لیے اس کے ساتھ ایک گوشورہ پیش کیا جاتا ہے۔

نقشه آمدنی و خرج من ابتداء یکم دهمبر سنه ۱۲۹۰ تا مارچ سنه ۱۲۹۱

آمدنی			خرج	
نمبر شمار	نام مدات	رقم	نمبر شمار	نام مدات
۱	چند جات فریه سفیرین و منشی و خدمت و غیره	۱۰۰/۰۰	۱	تنخواه عمله کانفرنس
۲	گزارش	۵۰/۰۰	۲	تنخواه ایجنٹان کانفرنس
۳	چندہ وظائف	۱۰۰/۰۰	۳	سفر خرج عمله کانفرنس
۴	واپسی رقوم وظائف	۱۰۰/۰۰	۴	سفر خرج ایجنٹان
۵	ستفرق	۱۰۰/۰۰	۵	الاؤنس ایملکاران دفتر
	میزان	۱۰۰/۰۰	۶	الاؤنس ایجنٹان
		۱۰۰/۰۰	۷	معاوضه خدمات جسر ارض
		۱۰۰/۰۰	۸	کرایه مکان سسٹنٹ سکرٹری
		۱۰۰/۰۰	۹	کرایه بنگله کانفرنس
		۱۰۰/۰۰	۱۰	اخراجات مقدمه تغلب
		۱۰۰/۰۰	۱۱	قیمت فرنیچر
		۱۰۰/۰۰	۱۲	اجرت ترجمہ کاغذات تغلق
		۱۰۰/۰۰	۱۳	رپورٹ کانفرنس
		۱۰۰/۰۰	۱۴	اخراجات طبع و مذاکرہ کاغذات
		۱۰۰/۰۰	۱۵	اجرت طبع رپورٹ
		۱۰۰/۰۰	۱۶	اجرت طبع دیگر کاغذات
		۱۰۰/۰۰	۱۷	اجرت طبع رسائل
		۱۰۰/۰۰	۱۸	اجرت طبع کارڈ و ٹکٹ و بٹری
		۱۰۰/۰۰	۱۹	قیمت اخبارات
		۱۰۰/۰۰	۲۰	خرید کتب برای کانفرنس
		۱۰۰/۰۰	۲۱	ساز و جج

رقم	خروج نام دات	آمدنی		
		نمبر شمار	رقم	نام دات
۱۹	تیاری خریدہ ہے وغیرہ			
۲۰	سفر خرچ پر پیل صاحب پروفیسر			
۲۱	دائری سکرٹری د دیگر سرزعت			
۲۱	اخراجات دہلی کانفرنس، فرنیچر، تیار کا			
	پنڈال، معاوضہ دستفروغ			
۲۲	قرض یونیورسٹی فذہ کو			
۲۳	خرچ کانفرنس امرت سر			
۲۴	اخراجات تعمیر			
۲۵	وظائف			
۲۶	اخراجات تعلیم سنوان			
۲۷	اخراجات نمائش			
۲۸	اخراجات اسکول سیکشن			
۲۹	انعام			
۳۰	ترقی اردو			
۳۱	معاوضہ تصنیف سائل			
۳۲	اخراجات کمیٹی نصاب			
۳۳	اخراجات معائنہ مدارس			
۳۴	امداد اسکول ماوہ مدراس اسلامیہ			
۳۵	شیجز کانفرنس			
۳۶	اخراجات کتب نامی			
۳۷	تمنجات			
۳۸	خرید کتب برا انجمن ہائے اسلامیہ			

نمبر	امدی	رقم	نمبر	خج	رقم
مات	مات			مات	

۲۹ سخاواہ افسر سائنہ کنندہ مارس

۳۰ چندہ باؤم سہو ریل

۳۱ اخراجات متفرق

۳۲ رقم پیشی جو واپس ہوئیں

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

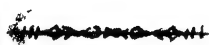
۳۰۹

باہم سام

ظفر الملک علوی مالک مطبع

اناظر پر میں اچھو لکھنؤ میں طبع ہوئی

# اظہار حقیقت پر بھی ایک نظر



محمد امین

اڈیشٹر ظل السلطان

بھوپال



(مطبع سلطانی ریاست بھوپال)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ”اظہار حقیقت“ پر بھی ایک نظر

میں ”دوسری نظر“ مرتب کر کے پڑیس میں بھیج چکا تھا کہ ایک دوست کے ذریعہ سے ”اظہار حقیقت“ نوشتہ صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب انگریزی جاسنٹ سکریٹری کانفرنس مجھے حاصل ہوا، مجھے افسوس ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ جناب ممدوح کی نصیب دشمنان طبیعت ناساز سے ”اظہار حقیقت“ کے لکھنے کی تکلیف گوارا کرنی پڑی۔

میں نے جو کچھ پہلی اور دوسری نظر میں لکھا ہے اس میں بیرا خطاب سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی سے ہے اور چونکہ صاحبزادہ صاحب اس کمیٹی کو سکریٹری ہیں اس لئے لامحالہ وہ بھی مخاطب ہوئے ہیں نہ جناب ممدوح کی جو عزت و محبت میرے دل میں ہے اس سے وہ خود بھی واقف ہیں اور یہ عزت و محبت جس قومی تعلقات کی بنیاد ہے اور ان کو میں زمانہ حال میں علیگڑھ کا نہایت قابل عزت بزرگ سمجھتا ہوں لیکن چونکہ ان جذبات محبت و عزت سے قومی کاموں کے جذبات زیادہ قوی ہیں اس لئے میری رائے میں جو اعتراضات ہیں ان کو اصلاح کی غرض سے ظاہر کرنے میں مجھے کوئی تامل نہیں ہے۔ اور مجھ کو اس زیادہ کیا خوشی ہوگی کہ وہ غلط ثابت ہوں۔ لیکن ”اظہار حقیقت“ میں جناب صاحب جن اعتراضات کا جواب دیا ہے ان کے متعلق میں کسی قدر اور توضیح کرنے کے لئے مجبور ہوں تاکہ ناظرین ”نظر“ اور بصیران ”اظہار حقیقت“ کو فیصلہ کر سکیں

آسانی ہو۔

ایک الزام کا اعتراف | جناب موصوف نے صفحہ ۹۰ میں میری ذات کی نسبت

تحریر فرمایا ہے کہ ”لیکن ہمارے فنی صاحب موصوفت اوس جماعت کے اصحاب کے ہم خیال لوگوں میں سے ہیں جس نے ندوۃ العلماء کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا تھا ایسا نہ ہو کہ جو حشر اوس تحریک کا ہو کہ انفرنس کی اصلاحی تحریک ہو وہی نتیجہ ہو“ میں اس حقارت آمیز تعریف کا فخر کے ساتھ قبول کرتا ہوں کیونکہ مجھے اس جماعت کے ہم خیال ہونے کا شرف عطا کیا گیا ہے جس میں مولانا شبلی اعظمی و مفتوح، مولوی حبیب الرحمن صاحب، حاذق الملک حکیم جمال خان صاحب، نواب سید علی حسن خان صاحب، مولوی نظام الدین حسن صاحب بی۔ اے، بی ایل وکیل مینو جیسے وحید العصر اور مقتدر ٹرسٹی محزون کلج شریک تھے اور غالباً صاحبزادہ صاحب کو اس حقیقت کا اظہار نہیں ہوا ہے کہ اصلاح کا حشر نہایت کامیابی اور فلاح کی صلح و صفائی کے ساتھ لکھنؤ میں ہو چکا اور اب ندوۃ العلماء کا کام یہی عمدگی سے انجام پا رہا ہے کہ اوس کی بابت گزشتہ دو سال میں کوئی شکایت نہیں سنی گئی اور پونہ میں کانفرنس کو وہ عظمت و ہرول عزیزی حاصل نہیں ہوئی جو اس کے تین ہی مہینہ بعد ندوۃ العلماء کے اجلاس کو حاصل ہوئی۔

معاہدہ صدر دفتر کی حقیقت | صفحہ ۲ پر جناب مدوح نے شروع نومبر میں میرے علیگڑھ جانے اور کئی روز تک کانفرنس کی رودادوں اور دفتر کے کاغذات کو بغور مطالعہ کرنے کا واقعہ بیان کیا ہے، حقیقت میں ہائی دن تک مولوی محمود صاحب عباسی اسٹنٹ سکرٹری کا مہمان رہا، جس شب کو میں علیگڑھ پہنچا ہوں اوس کی صبح کو میں نے صاحبزادہ صاحب کو دفتر دیکھنے کی اجازت چاہی مگر اُسپر صاحبزادہ صاحب نے یہ عذر کیا کہ ”سالانہ اجلاس کے اہتمام کے باعث

دفعہ دکھانے کی فرصت نہیں ہے اور نیز بوجہ تعطل محرم و فقر بھی بند ہے۔ لیکن میں نے پھر اون کی خدمت میں عرض کیا کہ اہلکاران و فقرہ حاکم و فقرہ میں رہتے ہیں اور جب کہ ان اہلکاروں نے میرے سخت سے سخت تشاؤ و تردد اور تکلیفات میں بھی مجھے کانفرنس کے کام لئے میں تو غالباً وہ ایک بیکار دن کو میرے لئے صرف کرنے میں وسیع نہ کریں گے۔ اس پر صاحبزادہ صاحب نے مولوی محمود احمد صاحب کو لکھا کہ ”اگر تکلیف نہ تو دفعہ دکھا دیجئے“ محمود احمد صاحب نے مجھے دیکھنے کے لئے جو کچھ دیا وہ صرف کتابے کا ادھ تھی، وہ خود اس قدر کاموں میں مصروف تھے کہ میں اور کاغذات کو لئے ان سے خود بھی اصرار نہ کر سکا، کاش مجھے سب کچھ دیکھنے کا موقع ملتا۔

غیر تسلی بخش بات | صاحبزادہ صاحب نے میرے یہ اعتراض کو مسترد فروری سمجھا کہ ان کے جواب دینے کی کوشش کی ہو، لیکن جو کچھ جناب مدوح نے لکھا ہے وہ تسلی بخش نہیں ہے اس لئے میں مجبور ہوں کہ اس کے متعلق کچھ مزید عرض کروں۔

(۱) سب سے پہلا جواب یہ ہے کہ اجلاس کانفرنس میں صرف سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کو وجود میں لانے کی منظوری دی گئی ہے اور سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی نے کانفرنس کے کاموں کو جس طرح سیکشنوں پر تقسیم کیا تھا اور سیکشنوں کے لئے ممبر اور سیکریٹری تجویز کئے تھے ان کو منظور کیا ہے اور ایک محرر کے تقرر کی منظوری دی ہے۔

اس کی تائید میں پھر وہ دفعہ، پر تحریر فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی جو سب سے اول ۱۹۶۷ء میں قائم ہوئی ابتداء سے اُس کا دستور العمل وضع کرنا خود اُس کے اختیار میں رہا ہو اور اس دستور العمل میں اُن امور کے متعلق قواعد شامل

ہن جن کی نسبت مسئلہ بین و تین رزولیوشن پاس کیے گئے جن کی بابت  
منشی محمد امین صاحب نے اعتراض کیا، کہ میں نے اُن کو سالانہ اجلاس میں پیش  
نہیں کیا بلکہ محض سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی سے منظور ہی حاصل کر کے استبداد کی  
بنیاد قائم کر دی۔ پھر اس کی تائید میں سرسید کی رپورٹ پیش کی ہے جو ضمیمہ نمبر ۳ میں  
شامل ہے۔

میں اس کے برخلاف اور اپنے دعوے کی تائید میں ضمیمہ ۲ مطبوعہ ۱۸۹۷ء کی  
حسب ذیل عبارت پیش کر دینا گا۔ (دستور العمل سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی علیحدہ متعلق  
محکمہ ایگلواؤنٹیل کا نفرنس منظور شدہ اجلاس یازدہم واقع مقام میرٹھ) اس امر کا  
فیصلہ کہ منظور شدہ کی ضمیمہ کس طرف راجع ہے خود ارباب نظر کر سکتے ہیں  
علامہ برین جبکہ سرسید مرحوم نے کمیٹی کے تقرر، سکشنوں کی تقسیم  
اُن کے ممبر اور سرکریٹریوں تک نام بنام بیان کر کے اور اُسی کے ساتھ دس روپیہ تک  
ایک محرر کی تجاویز کو بذریعہ رزولیوشن نمبر منظور کر لیا ہے تو کیونکر یقین ہو سکتا ہو  
کہ اس دستور العمل کو پیش نہ کیا گیا ہو اور وہ مختلف تجویزین جو قاضی اسٹینڈنگ کمیٹی  
تجویز ممبران اور تجویز دستور العمل کا مجموعہ ہو کر ایک تجویز ہوئی تھی جو پیش ہوئی اُس  
میں صرف دستور العمل کو چھوڑ دیا گیا ہو (صفحہ ۶۰ اظہار حقیقت) اور اگر تھوڑی دیر  
کو صاحبزادہ صاحب کے بیان پر یقین کر لیا جائے تو پھر بھی یہ سوال باقی رہتا ہو  
کہ کیا پسندیدہ کارروائی نہیں ہو کہ جب دس روپیہ تک کے محرر کی منظور شدہ  
رزولیوشن کا نفرنس سے لی جائے اور سکشنوں کے ممبر سرکریٹری بھی اسی طرح  
منظور ہوں تو اب اگر انقدر مشاہرت پر بڑے بڑے عہدہ داروں کا مقرر کرنا اور  
معاملات عام کے لیے مقامی ممبروں کی تعداد بڑھانا اور حسب رضی روپیہ کو خرچ  
کرنا جبکہ دستور العمل میں اخراجات کے متعلق کوئی اختیارات نہیں ہیں اور دفعہ ۲۲

دستور العمل کی ہی دسے تمام اخراجات کے لیے اجلاس کا نفرنس کی منظوری لازمی ہے کیونکہ جائز ہو سکتا ہے۔

میں بذاتہ اس کا مخالفت نہیں ہوں کہ اسٹینڈنگ کمیٹی کو کچھ اختیارات نہ دیے جائیں بلکہ میرے نزدیک اختیارات آزادی کے ساتھ حاصل ہونا چاہیے لیکن اُس کو حدود اختیار کے اندر ہی کام کرنا لازم ہوگا۔

(۲) ایکسٹنڈیشن ممبروں کے متعلق خواہ نواب قار الملک بہادر کی کیفیت و تجویز ہو یا اور کسی بزرگ کی ہم پر فرض نہیں ہے کہ اُس پر بلا چون و چرا ایمان لے آئیں۔ اس میں شک نہیں کہ ٹرسٹیوں کی جماعت ایک مقتدر، چید اور با اثر جماعت ہے لیکن بلا امتیاز اس امر کے کہ جن کو کمیٹی کا ممبر بنایا جاتا ہو وہ ان خرائض کی ذمہ داری بھی قبول کرتے ہیں یا نہیں جو بروئے قانون کمیٹی ان پر عائد ہو جاتی ہے اس کمیٹی کے دفتار کو کم کرنا ہی اس کے علاوہ کثرت ممبران کا جو اصل ہے وہ علیٰ حالہ موجود ہے اور اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا (۱۲ نومبر ۱۹۱۲ء) ایک نظر اور اس طریقہ سے کمیٹی کا نظام جس طرح حیرت انگیز بن جاتا ہے اُس کو میں نے ”دوسری نظر“ میں ظاہر کر دیا ہے تاہم میں نے کسی جگہ اس کی ذمہ داری صاحبزادہ صاحب پر عائد نہیں کی ہے بلکہ میرے اعتراض پوری کمیٹی پر ہے۔

علیگندہ میں کم از کم بیس ممبر ختمہ موجود رہتے ہیں مگر جو کچھ دیکھی جیتے ہیں۔ ظاہر ہے اور بقول اسٹینڈنگ کمیٹی کے ایک ایسے ممبر کے جو بنیاد کا نفرنس سے اس وقت تک ممبر ہے۔ ”کمیٹی بیکار اور تماشہ دکھانے کی چیز رہ گئی ہے“ اس دیکھی اور معاملات کمیٹی میں امداد کا اندازہ یوں کر ناچاہئے کہ ۶ نومبر ۱۹۱۲ء سے ۶ دسمبر ۱۹۱۲ء تک ۱۴۳ اجلاس منعقد ہوئے ان اجلاسوں میں ایک ایک اجلاس میں علی الترتیب ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۶ اور تین چالیس سات میں علی الترتیب ۴، ۵، ۶

د ۸ و ۹ اور ۱۰۔ ۱۲ اجلاسوں میں ۵۔ ۱۰ اور ۱۱ ممبر شریک ہوئے۔ حالانکہ ۱۲ ممبر صرف  
 ہیڈ کوارٹر اور کانجہ واسکول اسٹاٹ کے ہیں اور ۱۱ ٹرسٹی علیگڑھ میں مقیم رہتی  
 ہیں جن اجلاسوں میں زیادہ تعداد ہے ان میں باہر کے ممبر بھی شریک ہو رہے ہیں  
 یہ سوال کہ ان آفیس آفیشیو ممبران سے کانفرنس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ  
 ہے یا استقلال اور بہتری کا ذریعہ ہے دراصل بہت توجہ طلب ہے۔ میں  
 دعویٰ کر دیتا ہوں کہ اس طریقہ سے کانفرنس کو بہت عظیم الشان نقصان پہنچا۔  
 فطرت کا اقتضا ہے کہ ایک کی مثال ہمیشہ دوسروں کے لئے کسی کام کو کرنے کا  
 نمونہ ہو لگتی ہے۔ جب وہ اصحاب جو باوجود اقتدار اور اثر کے اپنے فرائض  
 بجا نہ لائیں تو ان کی مثال کا عام لمبا لٹ پر بھی اثر ہو گا کہ وہی ان کا مون سے  
 پہلو تھی گرین اور اس کا بہترین فیصلہ نہ صاحبزادہ صاحب کر سکتے ہیں کہ  
 اس اعلیٰ جماعت میں سے کتنی تعداد ایسی ممبران کی ہے جو اپنی فرائض کو بجا لاتی  
 ہے اور کیا اس کا اثر دوسروں پر نہیں پڑتا۔

(۳) چندہ نہ دینے پر ممبروں کا نام خارج کرنے کے متعلق صاحبزادہ صاحب  
 نے تحریر کیا ہے کہ ”جس جلسہ میں مسلم یونیورسٹی کے انتخاب اور عدم ادائے چندہ  
 کا تذکرہ تھا وہ محض مشورہ کا جلسہ تھا اور قواعد میں کوئی قاعدہ نہیں جو جسکو مطابق  
 ایک سال یا چند سال تک چندہ نہ دینے کی حالت میں ممبری سے خارج ہونا  
 لازمی قرار دیا گیا ہو“ (صفحہ ۱۴ تا ۱۶ اظہار حقیقت)

مگر بڑے رزولوشن ۲۶ ستمبر ۱۹۵۷ء ۶ ممبر پر چندہ دینا لازمی ہو  
 اور ظاہر ہے کہ لزوم کو توڑنے سے کیا نتیجہ نکلا گا۔ اگر ایک ممبر سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کو  
 پانچ روپیہ یا ہزار چندہ دینا ہو گا یعنی سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کے ممبر کو ہر سال ہزار  
 شرکت کانفرنس ممبر کانفرنس ہونا لازمی ہو گا (رزولوشن)

اس رزولیوشن کے خلاف عمل کرنے والے کے لئے بجز اس کے کیا چاہا جا  
 ہو سکتا ہے مگر وہ اس لازم چہدہ کو ادا نہ کرے تو ممبر بھی نہ رہے اور عبارت یہی  
 یہی معنی مستخرج ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ ایک رزولیوشن ۲۲۔ نومبر ۱۹۱۳ء کو حسب ذیل پاس  
 ہوا ہے کہ جن صاحبان کا سالانہ ماسبق میں ۱۹۱۳ء تک کا چندہ وصول  
 نہیں ہوا اور اس سال بھی وی پی راپس کر دیا ہو جو بموجب قاعدہ ممبر نہیں رہے  
 اس کی اطلاع ان کو دی جائے۔ اب ناظرین خود اس کا اندازہ کریں کہ ان دو نوٹ  
 رزولیوشنوں کو ملانے کے بعد کیا نتیجہ نکلے گا۔ قواعد میں لکھا ہے کہ اور رزولیوشن میں  
 چندہ نہ دینے پر ممبری سے علحدہ کئے جانے کی اطلاع کا حکم ہے۔ پس اگر باقیداری  
 کا سلسلہ قائم رکھا جائے تو ہر ممبر مدتہ العمر بغیر ادائے چندہ کے ہی ممبر رہ سکتا ہے  
 اس کے علاوہ مشورہ کا کوئی تذکرہ قواعد میں نہیں ہے جس سے جلسوں کا امتیاز  
 ہو سکے۔ قواعد کی دفعہ ۱۸ میں صرف ایک ہی اجلاس کا ذکر ہے۔

(۴) ممبران کیشی کے فرائض ادا کرنے کے متعلق میرے اعتراض جو تحریر  
 کی گئی ہے میں اُس کے جواب میں صرف اسی قدر عرض کروں گا کہ صفحہ ۱۱ ایک نظر  
 کو بھر ملاحظہ کیا جائے۔ میں معیار انتخاب پر اعتراض کرتا ہوں کہ بہت سے ممبر  
 جو منتخب ہوئے ہیں وہ دفعہ ۱۹ کے مطابق اپنے فرائض ادا کرنے کی بھی کوشش  
 کرتے ہیں یا نہیں۔ بے شک جو ممبر کام کرتے ہیں ان کا تحلیل و تخریب کے لئے  
 رپورٹ میں تذکرہ ہونا چاہئے اور جو ممبر اپنے فرائض کو ادا نہیں کرتے اور  
 اس شرط کو ساقط کرتے ہیں جو ان کی ممبری کے لئے ضروری ہے تو اوقات  
 التشریطات التشریط کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اور اس میں کی شبہ ہے کہ جو ممبر فرائض  
 کو بجا نہیں لاتے اُن کی ممبری سے کوئی فائدہ کانفرنس کو نہیں ہے۔

۱۵) صیغہ تعلیم مردم شماری کے متعلق جن دقتوں کا اظہار صاحبزادہ صاحب نے کیا ہے اُس کے متعلق بلکہ کچھ اعتراض ہے اُس میں دقتوں کو آسان نہیں بتایا گیا بلکہ اصولی اعتراض ہے کہ جب سیکشن اجلاس عام کے منظور شدہ رزلویشن کے مطابق تھا اور اس زور شور کے ساتھ قائم ہوا تھا اور اسکی منظوری اجلاس سولی گئی تھی تو اُسکو رزلویشن اور اجلاس ہی کے ذریعہ سے شکست کرنا چاہئے تھا۔ اس حقیقت کو کیونکر فراموش کیا جاسکتا ہے کہ سنٹرل اسٹیڈنگ کمیٹی کا نفر کی ماتحت ہے اور اس کی منظور شدہ تجاویز کو مسترد کرنے یا تغیر و تبدل کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔ اگر تجاویز ناممکن العمل ہیں تو انکو مسترد کرنے یا تغیر و تبدل کو لکھو منظوری حاصل کرنی چاہئے اور میرا اصرار اس کام کے جاری رکھنے پر نہیں ہے (صفحہ ۲)۔ ایک نظر)۔ سکریٹری کی رپورٹ میں ضمناً اس صیغہ کے تغیر و تبدل کا تذکرہ اور بعد کو اجلاس میں رپورٹ کا منظور کیا جانا اعتراض کو ساقط نہیں کرتا اس کے علاوہ جب رپورٹوں کے پیش اور پاس ہونے کے متعلق عمیق نظر ڈالی جاتی ہے تو ایک عجیب اظہار حقیقت ہوتا ہے جس رپورٹ کا منظور ہونا بیان کیا جاتا ہے وہ ناگبور کے اجلاس عام میں پڑھی گئی یہ رپورٹ ۸ صفحہ پر ہے اور کل وقت ۱ بجے دن سے چار بجے تک ہے اور روماد سے ظاہر ہوتا ہے کہ اجلاس ٹھیک ۲ بجے شروع ہو کر ۴ بجے ختم ہوا تو سمجھ میں نہیں آتا اس دو گھنٹہ میں ۸ صفحہ کی رپورٹ کیونکر پوری سنائی گئی۔ اگر ایک صفحہ کے لئے ۱۲ منٹ بھی رکھ لیا جائے تو پورا وقت اس میں صرف ہو جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ نواب وقار الملک کی ایک چٹھی بھی سنائی گئی۔ دو رزلویشن پیش ہوئے مات اصحاب نے تقریریں کیں۔ اگرچہ رزلویشن اور تقریریں اتنی مختصر تھیں کہ (۲۴) صفحہ میں ان کا اندراج ہے پس سمجھ میں نہیں آتا کہ وقت میں کیونکر رپورٹ کی خاصیت پیدا ہو گئی تھی۔ لامحالہ



یتسلیم کرنا پڑتا ہے کہ رپورٹ کو خاص خاص حصے پر مکرر منائے گئے تھے جیسا کہ راولپنڈی کے اجلاس میں بھی بوجہ ضیق وقت کے ہوا تھا۔ پھر کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ رپورٹ بعد کو مرتب ہو کر شامل کیجاتی ہے جیسا کہ سالہ ۱۹۷۱ء کی روداد اجلاس میں شامل کی گئی ہے اور جسکی عبارت اس دعوے کی تصدیق کرتی ہے مثلاً صفحہ ۴ پر درج ہے کہ ”اجلاس کے بعد سامان کے فروخت کے متعلق حتی الامکان کوئی احتیاط اور کوشش اٹھا نہیں گئی۔“ صفحہ ۴۰ پر درج ہے کہ ”اجلاس کے بعد ایک طرف یہ بھی ہوا الخ“ اور پھر پھر رپورٹ کسی عرض حال، تمہید یا ضمیمہ میں نہیں ہو بلکہ سلسلہ کارروائی کے نمبر پر ہے۔ کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ ترتیب مندرگانہ رپورٹ کے قلم وہ قسم کی صورت بدل دیتے ہیں۔ اجلاس اگرہے کا یہ واقعہ ابھی تازہ ہے کہ صیغہ تعلیم نسوان کی رپورٹ نہیں پڑھی گئی جو سکرٹری صاحب کے نوکر کی غلطی سے رہ گئی تھی۔ لیکن روداد میں درج ہے کہ ”سکرٹری صاحبہ صیغہ نسوان نے رپورٹ پڑھی جو ذیل میں درج کیجاتی ہے“

(۶) علیگڈہ کے زمانہ اسکول کی نسبت میں نے کبھی نہیں کہا کہ اس میں ٹریننگ کی تعلیم جاری کی گئی اور اس کے متعلق میں نے ”دوسری نظر“ میں اور یہی وضاحت کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ ناظرین خود اس سے فیصلہ کر لیں گے۔

تعداد طالبات میں نے سالہ ۱۹۷۱ء کی رپورٹ سے درج کی ہو اور صاحب ذمہ سالہ ۱۹۷۲ء کے رجسٹر سے درج فرما رہے ہیں تاہم بمقابلہ سالہ ۱۹۷۱ء کے (۲۰) کم ہیں۔ تعداد طالبات کی کمی کا سبب گریون کی کمی بتائی گئی ہے (ص ۱) لیکن ظاہر ہے کہ گریون یا ڈولین کی کمی کو پورا کرنا علیگڈہ میں مشکل نہیں ہے اگر روپیہ کا سوال ہے تو اسکول

کا گزارہ وقتی چند دن پر نہیں ہے اسکو مستقل امداد دین ملتی ہیں اور برٹری  
کی فنانسل قابلیت کی بدولت کفایت شعاری سے بھی کام ہوتا ہو اور برٹری  
روپیہ پس انداز ہوتا ہے چنانچہ سال ۱۹۲۹ء میں ۱۹۳۱ء میں ۱۹۳۰ء میں ۱۹۳۱ء  
میں ۱۹۳۵ء اور سال ۱۹۳۹ء میں ۱۹۴۰ء روپیہ تحویل میں رہا ہے

میں شیخ عبداللہ صاحب کی ان کو ششون کا ہمیشہ معترف  
رہا ہوں جو وہ ایک لوکل اسکول کے متعلق کر رہے ہیں لیکن اُسکے  
یہ معنی نہیں ہیں کہ صحیح اعتراضات کو نظر انداز کر دیا جائے۔

صاحب زادہ صاحب نے میرے اوپر شیخ صاحب کی محنتوں کے  
نتائج پر پانی پھیرنے کا جو الزام قائم کیا ہے اُس میں کاش وہ انصاف  
اور اپنے ذاتی علم سے بھی کام لیتے۔

(۷) انتخاب صدارات کا جواب تحریر کرتے وقت غالباً  
صاحب زادہ صاحب کے پیش نظر یہ رزولوشن (مورخہ ۲۲ مئی سال ۱۹۳۶ء)  
نہیں رہا کہ لوکل کمیٹی ہائے کانفرنس کے سکریٹری صاحبان کو مثل  
آنریری سکریٹری و آنریری جوائنٹ سکریٹری کانفرنس یہ حیثیت  
ممبر سنٹرل ایسینڈنگ کمیٹی ہونے کے فیس ممبری کانفرنس ادا  
کر کے کانفرنس کا ممبر ہونا لازمی ہے اس رزولوشن کو صاف  
ثابت ہو کہ آنریری سکریٹری بھی فیس دینے کے ذمہ دار ہیں۔ اگر  
سکریٹری کے متعلق یہ شرط نہیں تھی تو لوکل کمیٹیوں کے سامنے اسکو  
بطور مثال کیوں پیش کیا گیا۔ اسکے علاوہ کانفرنس اور سنٹرل ایسینڈنگ  
کمیٹی دو جدا گانہ چیزیں ہیں اور جو دستور العمل اس کمیٹی کا ہے اُن میں تحت مقاصد فرائض دفعہ ۱  
یہ ہے کہ سالانہ اجلاس محمدان ایسکوا اور نیشنل ایجوکیشنل کانفرنس کو انعقاد

ایک مہینہ پیشتر اپنی کارروائی کی سب لائن رپورٹ جس میں لوکل کمیٹیوں کی کارروائی کا بھی خلاصہ درج ہو سکریٹری کانفرنس کی پاس کیا گیا۔ اس دفعہ سے صاف ظاہر ہے کہ کانفرنس کا سکریٹری سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کا سکریٹری نہیں رہے۔ نیز خود سرسید کی موجودگی میں جبکہ وہ کالج کے سکریٹری ہی تھے نواب حاجی محمد اسماعیل خاں صاحب اسٹینڈنگ کمیٹی کے سکریٹری مقرر ہوئے تھے اور سرسید اسکے پریسڈنٹ تھے (صفحہ ۵۵ و ۶۰ اظہار حقیقت) اور اسی تقریر مندرجہ صفحہ ۶۰ میں سرسید نے ارشاد فرمایا کہ "میں اور صاحبزادہ آفتاب احمد خان اسکوئٹ اسکے پریسڈنٹ اور وائس پریسڈنٹ ہیں اور آنریبل حاجی محمد اسماعیل خان صاحب ممبر اور سکریٹری ہیں" اس امر کی تائید دفعہ ۱۲ قواعد کارروائی کانفرنس پاس شدہ ۱۹۱۶ء (قبل از ترمیم ۱۹۱۶ء) سے اور زیادہ ہو جاتی ہے جس کے فقرہ ۳ میں درج ہے کہ پریسڈنٹ اور سکریٹری بذریعہ اپنے عہدہ کے اس (مینیجنگ) کمیٹی کے ممبر مقرر ہونگے پس آنریبل سکریٹری کی کانفرنس سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی میں صرف ممبر کی حیثیت ہوگی۔ اور چونکہ تحریک صدارت سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کی طرف سے کی گئی تھی اس لئے ایسی تحریک کا جواز اُسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ محرک قانوناً تحریک کا مجاز ہو اور اس بحث کا سارا فیصلہ چندہ کے لزوم و عدم لزوم پر منحصر ہے۔ اور یہی صورت سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کے پریسڈنٹ کی بھی ہے۔

(۸) اخراجات کے متعلق میری بحث قواعد کارروائی کانفرنس کی دفعات کے بنیاد پر ہے اور خواہ ان قواعد کی خلافت وزری کی ابتدا کسی زمانہ سے کیوں نہ ہو تا وقتیکہ قواعد منسوخ ہو کر دوسرے نہیں خلافت وزری ہی متصور

ہوگی صرف گذشتہ سال کے حسابی گوشواروں کا کبھی پیش کر دینا اور کبھی ونگڈا  
میں شامل کر دینا ان دفعات کے مقاصد کو پورا نہیں کرتا۔ (ملاحظہ ہوں دفعات  
۵۳ لغایت ۵۵ قواعد مذکور)

میں نے صفحہ ۱۹ میں صیاف لکھ دیا ہے کہ ”لیکن یہ حقیقت ہے کہ کبھی ان قواعد  
پر پورا پورا عمل نہیں ہوا“ سہل ترکیب یہ تھی کہ دفتروں کو بیان کر کے دفعات  
میں ترمیم کرادی جوتی اور پھر خود بخود یہ اعتراض مرتفع ہو جاتا  
دہلی کانفرنس کے نقصان کے متعلق میں نے کوئی رقم نہیں دکھلائی  
ہی بلکہ جو رقم دکھلائی ہے وہ اخراجات کے تحت میں ہی البتہ خود صاحبزادہ صاحب  
ابٹ رہنما چہ سو روپیہ کا خسارہ تسلیم کرتے ہیں۔

حسابات خواہ روٹداد میں موجود ہوں یا جو کچھ ہو اور خواہ دہلی  
میں کیسے ہی اسباب اور وجوہ سے کانفرنس کیوں نہ کی گئی ہو لیکن قیام  
و طعام کا جو انتظام عمل میں آیا وہ کیا خود کمیٹی کے رزلوشن کے مطابق  
ہوا کیونکہ یا انتظام درخواستوں کے اوپر منحصر تھا اور جب میعاد معینہ نے  
اندر درخواستیں مع رقوم پیشگی کے نہیں آئی تھیں تو قیام و طعام کا  
انتظام بالکل غیر ضروری تھا۔

(۹) مشاہرات کے متعلق میں اسبق عرض کرونگا کہ اس کا  
قیصلہ صرف اعداد ہی کر سکتے ہیں جن کو میں نے ”دوسری نظر“ میں اور بھی  
واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ ہم کو اغراض کانفرنس پر کس قدر خرچ  
کرنا چاہئے تھا اور قدر پر کس قدر۔ اور ان دونوں مدت اخراجات  
کا کیا تناسب ہونا چاہئے۔

میں نے اپنے پفلٹ میں ذاتیات سے گریز کیا ہوا اور نہ میں اسکو پسند

کرتا ہوں اگرچہ صاحبزادہ صاحب نے تقریر میں اور تحریر میں جوش میں  
 آکر کہا اپنے معترضین کی نسبت اس کا خیال نہیں رکھا اور معترضین کی محنتوں  
 ہمدردیوں اور دل سوزیوں کو صرف اعتراض کی بنا پر پامال کر کے اُن کو  
 دشمن قوم ثابت کیا ہے۔

اسی اظہار حقیقت میں وہ ایک طرف ندوہ کی طالب صلاح جماعت  
 کو پرخطر بتاتے ہیں اور پھر اُسی جماعت کے اصحاب کو جن کا میں نے اوپر نام  
 لیا ہے سراہتے ہیں۔ کل جس شخص کے شکریہ کا رزلویشن کانفرنس کے  
 پلیٹ فارم پر منظور کرایا جاتا ہے، رپورٹوں میں اُس کی خاص تعریفیں  
 ہوتی ہیں آج اُسی کو کانفرنس کا برباد کرنے والا کہا جاتا ہے۔ کل جس شخص کے  
 سر پر ایک صفیہ کے سکریٹری شپ کا سہرا باندھا جاتا ہے آج پلیٹ فارم پر اُس کو  
 کانفرنس کا تباہ کرنیوالا کہا جاتا ہے اور پھر ذرا دیر میں ایک تاریخی ایڈریس  
 میں اُس کی تعریف ہوتی ہے۔ اس لیے صاحبزادہ صاحب جو کچھ میری ذات  
 کی نسبت اچھا یا بُرا کہیں یا لکھیں میں اُسکو ہمیشہ ایک فوری جوش سمجھتا ہوں  
 اور بقدر اپنے امکان کے خواہ وہ کتنا ہی حقیر سے حقیر کیوں نہ ہو کانفرنس کی  
 امداد اور امداد کے ساتھ اُسکی اصلاح اپنی زندگی کا فرض اولین تصور کرتا ہوں  
 مجھے اطمینان ہے کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے اُسکو اُس با اثر اور مقتدر  
 جماعت کے اکثر اصحاب بھی تسلیم کرتے ہیں جن کا اثر اور اقتدار اس اظہار حقیقت  
 میں تسلیم کیا گیا ہے۔

چقائق ہیں تماشے لب بام نہیں۔  
 محمد امین ۲۳ دسمبر ۱۹۱۲ء

